عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۸ | ۴تا۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۴تا۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء | شمارہ:۴۰

مفتی محمودؒ اور ختمِ نبوت

خانوادۂ رسولؐ کے دینی اوصاف

عیادت کے فضائل و آداب

اسوۂ حسنہ کی جامعیت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

کافر و مرتد سے میل جول اور تعلقات

احمد دین خان، کراچی

س:...... میرا بیٹا سہیل احمد خان کافی عرصہ قبل یوسف علی سے بیعت ہوا، اس نے ان کی شادی اپنے ایک مرید کی فیملی میں لبنیٰ علی سے کردی، یہ جوڑا والدین سے علیحدہ اسلام آباد میں مقیم تھا۔ اس سال کے شروع میں اس کا کاروبار فیل ہوگیا، جس کی وجہ سے میرے بڑے بیٹے نے جو امریکا میں مقیم ہے مجھے مالی امداد کے علاوہ سہیل کو فیملی کے ساتھ ہمارے ساتھ سکونت اختیار کرنے کا منصوبہ بنایا، مقصد یہ تھا کہ والدین جو دس سال سے اکیلے ہیں، اس بزرگی کی حالت میں معاون ثابت ہوں گے۔ سہیل فیملی کے ساتھ جو تعاون کیا جائے گا اس کی وجہ سے متاثر ہوکر سہیل فیملی یوسف کی بیعت توڑ دیں گے لیکن کوئی لچک پیدا نہیں ہوئی۔ اس کی بیوی لبنیٰ علی ایک میمن فیملی سے تعلق رکھتی ہے، انہوں نے اپنی بیٹی کو کافی عرصہ پہلے جماعت سے خارج کردیا اور ساری فیملی سے تعلق منقطع کرلیا جبکہ گزشتہ چھ ماہ سے ہماری فیملی، بیٹیاں، بیٹا ان سے تعاون کررہے ہیں۔ برائے مہربانی مفصل ہدایات قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔

وراثت، دعا، قرض کی معافی کیا حکم ہے؟ خصوصاً امریکا والے بیٹے کے لئے بھی۔

ج:...... چونکہ آپ کا بیٹا سہیل احمد خان یوسف کذاب کا پیروکار ہے اور اس کا نام نہاد صحابی اور مرید ہے، اور چونکہ یوسف کذاب اپنے تئیں نبوت کا مدعی اور دعویدار ہے اور جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب، دجال، مرتد اور واجب القتل ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو ایسے مرتد کافر کو سچا مانیں وہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ لہٰذا آپ کا بیٹا سہیل احمد خان جب تک یوسف کذاب کو دعویٰ نبوت و رسالت میں سچا مانتا رہے گا اور اس عقیدہ سے توبہ نہیں کرلے گا، وہ بدستور کافر و مرتد ہے، اس سے میل جول اور تعلقات رکھنا ناجائز اور حرام ہے اور چونکہ کافر اولاد مسلمان ماں باپ کی اور مسلمان اولاد، کافر ماں باپ کی وارث نہیں ہوسکتی، اس لئے آپ کا بیٹا سہیل احمد خان، یوسف کذاب مدعی نبوت کا پیروکار ہونے اور اس پر ایمان لانے کی وجہ سے کافر و مرتد ہے، لہٰذا وہ آپ کی جائیداد اور وراثت کا قطعاً کوئی حقدار نہیں ہے۔ اسی طرح یوسف کذاب کے ماننے والوں کی ہدایت کی دعا تو کی جاسکتی ہے، مگر دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی۔

یوسف کذاب کے کفر اور کفریہ عقائد پر مشتمل تفصیلات جناب میاں غفار کی کتاب ”کذاب“ اور جناب ارشد قریشی کی کتاب ”فتنہ یوسف کذاب“ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

حاصل یہ کہ مدعی نبوت یوسف کذاب کے خلاف توہین رسالت کا کیس چلا اور اس کا جرم ثابت ہونے پر اس کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ ہوگیا، ابھی وہ جیل میں تھا کہ کسی عاشق رسول نے جیل کے اندر اسے واصل جہنم کردیا تھا، مگر اس کے پیروکاروں میں سے کسی کے بارہ میں سوائے چند ایک کے مصدقہ اطلاع نہیں کہ انہوں نے یوسف کذاب کے عقیدے سے توبہ کی ہو، لہٰذا چونکہ آپ کا بیٹا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے تاحال اس کے عقائد پر ہے وہ بھی اسی کی طرح کافر و مرتد ہے، اس کو اپنے گھر میں نہ رکھیں، ورنہ گھر کے دوسرے افراد کے ایمان و عقیدہ کے خراب ہونے کا شدید اندیشہ ہے، آپ اپنی زندگی میں لکھ جائیں کہ چونکہ سہیل احمد خان، یوسف کذاب مدعی نبوت کا پیروکار ہے، اس لئے وہ مسلمان نہیں ہے لہٰذا میرے مرنے کے بعد میری جائیداد میں سے اس کو کچھ نہ دیا جائے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۳ تا ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء شمارہ:۴۰

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں

حج... عشق کی آخری منزل	۵	اداریہ
مفتی محمود اور ختم نبوت	۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
اسوۂ حسنہ کی جامعیت	۱۰	مولانا سرفراز خان صفدرؒ
آپ حج کیسے کریں؟ (۲)	۱۳	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
خانوادۂ رسول کے دینی اوصاف	۱۸	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
عیادت کے فضائل و آداب	۲۰	مولانا مرغوب احمد لاجپوری
ختم نبوت کانفرنس سرگودھا	۲۲	رپورٹ: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۲۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

آنکھوں کی بینائی جاتی رہنے کا بیان

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں جب دُنیا میں اپنے بندے سے دونوں آنکھیں لے لوں (یعنی ان کی بینائی جاتی رہے) تو اس کے لئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔"
(ترمذی ج:۲ ص:۶۳)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں جس شخص کی آنکھیں لے لوں (یعنی بینائی جاتی رہے) پھر وہ صبر کرے اور ثواب کی نیت رکھے تو میں اس کے لئے جنت کے سوا کسی بدلے پر راضی نہیں ہوں گا۔"
(ترمذی ج:۲ ص:۶۳)

ان احادیثِ مبارکہ سے بینائی جاتی رہنے کی فضیلت معلوم ہوئی، کہ حق تعالیٰ اس مصیبت کے بدلے اس کو اپنی رحمت سے جنت عطا فرمائیں گے، بشرطیکہ وہ اس مصیبت اور تکلیف پر اللہ تعالیٰ کے انعام اور وعدے کا یقین رکھتے ہوئے اس پر صبر کرے، اور صبر کا مطلب یہ ہے کہ اس مصیبت پر جزع فزع نہ کرے، اور حق تعالیٰ شانہٗ کی شکایت اس کے دل میں پیدا نہ ہو، اگر آنکھوں کا علاج ہوسکتا ہو تو علاج کرانا صبر کے منافی نہیں، کیونکہ علاج کا شریعت نے خود حکم دیا ہے، تاہم اگر بینائی مل گئی تو جس فضیلت اور ثواب کا ان احادیثِ مبارکہ میں وعدہ کیا گیا ہے وہ فضیلت میسر نہیں آئے گی، چنانچہ جب ایک نابینا صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: دُعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر کہو تو تمہارے لئے بینائی کی دُعا کردیتا ہوں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے تم کو بینائی عطا فرمادیں گے، اور اگر چاہو تو اس کے بدلے میں تمہارے لئے جنت کی دُعا کردوں۔

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن جب اہلِ مصائب کو بدلہ عطا کیا جائے گا، تو اہلِ عافیت (جو مصیبتوں سے محفوظ رہے) یہ آرزو کریں گے کہ کاش دُنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیئے گئے ہوتے (اور اس کے بدلے میں یہ ثواب ہمیں عطا کیا جاتا ہے)۔"

اس حدیثِ پاک میں اہلِ مصائب کے لئے بڑی تسلی ہے کہ ان معمولی مصیبتوں اور تکلیفوں پر، جو انہیں دُنیا میں پہنچ رہی ہیں، انہیں آخرت میں ایسا اجر عطا کیا جائے گا کہ اہلِ عافیت کو ان پر رشک آئے گا۔ یہاں تو وہ شخص قابلِ رشک سمجھا جاتا ہے جو ہر طرح عافیت سے ہو، لیکن قیامت کے دن اس کے برعکس وہ شخص لائقِ رشک ہوگا جو دُنیا میں مبتلائے مصائب رہا۔

یہاں یہ ذکر کردینا ضروری ہے کہ گو مصائب بھی اپنے اجر وثواب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں، مگر ہمیں یہ حکم نہیں کہ از خود اللہ تعالیٰ سے مصائب کی دُعا کیا کریں، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت ہی کی دُعا کرنی چاہئے، عافیت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اور مصیبت وتکلیف بھی اگرچہ مالک کا اِنعام ہی اِنعام ہے، مگر ہم کمزور ہیں، اور ہمارے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ضعف کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی نعمت مانگا کریں، کیونکہ مصیبت پر جس صبر ورضا کی ضرورت ہے، شاید ہم سے اپنے ضعف کی بنا پر اس کی بجاآوری نہ ہوسکے اور مصائب کا تحمل ہم نہ کرسکیں۔ اس لئے مصیبت کے نزول کی دُعا کرنا تو خلافِ ادب اور خلافِ عبدیت ہے، ہاں! اگر کسی کو من جانب اللہ کسی مصیبت میں مبتلا کردیا جائے تو تسلیم ورضا کا شیوہ اختیار کرے، صبر کا دامن مضبوط تھامے اور آخرت کے اجر وثواب پر نظر رکھے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کسی نازل شدہ تکلیف اور مصیبت کے دفع کرنے کی تدبیر کرنا، اور حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کی دُعا کرنا صبر ورضا کے منافی نہیں، بلکہ یہ دونوں چیزیں جمع ہوسکتی ہیں۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص بھی مرتا ہے (خواہ نیک ہو یا بد) اسے ندامت ضرور ہوتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے ندامت کس بات کی ہوتی ہے؟ فرمایا: اگر نیک ہو تو اسے یہ ندامت ہوتی ہے کہ اس نے اپنی نیکیوں میں اضافہ کیوں نہ کرلیا، اور اگر بُرا ہو تو اسے یہ ندامت ہوتی ہے کہ وہ بُرائی سے کیوں باز نہ آگیا۔"
(ترمذی ج:۲ ص:۶۳)

مرنے کے بعد نیک آدمی کو افسوس ہوگا کہ کاش! اس نے دُنیا میں، جو دارالعمل تھا، زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹ لی ہوتیں، اور بُرے آدمی کو افسوس ہوگا کہ کاش! وہ ان بُرائیوں سے باز آجاتا، افسوس کہ ان بُرائیوں کی تلافی کا موقع جاتا رہا۔ (جاری ہے)

اداریہ

حج.... عشق کی آخری منزل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور دوران حج نہ فحش کا ارتکاب کیا نہ کسی اور گناہ کا، تو یہ شخص ایسا لوٹ کر آئے گا گویا آج پیدا ہوا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو نہ تو ظاہری محتاجی نے حج سے روکا (کہ وہ مکہ مکرمہ تک جانے کے وسائل نہیں رکھتا تھا) نہ کسی ظالم بادشاہ (کی طرف سے عائد پابندی) نے، اور نہ کسی روکنے والی بیماری نے، اس کے باجود وہ حج کئے بغیر مرا، تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (نعوذ باللہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حج کرنے والے کی شان کیا ہونی چاہئے؟ فرمایا اس کا سر پراگندہ ہو اور بدن میل کچیل سے اٹا ہوا ہو۔ دوسرے نے پوچھا، یا رسول اللہ! کون سا حج (یعنی اس اعمال میں سے کون سا عمل) سب سے افضل ہے؟ فرمایا: "العج والثج." آواز بلند کرنا (یعنی بلند آواز سے بکثرت تکبیر پڑھنا) اور خون بہانا (یعنی زیادہ سے زیادہ قربانی کرنا)۔

ان ارشادات میں حج کی فضیلت، اس کے آداب، قدرت کے باوجود حج سے محروم رہنے کا وبال اور حج کے بعض اعمال کو بیان فرمایا گیا ہے۔

حج اسلام کے ارکان میں آخری رکن اور سالکین راہ خداوندی کا انتہائے سفر ہے، حج کو اگر واقعی حج کی طرح کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں تو عبدیت و بندگی کے سارے مرحلے اور عشق و محبت کی ساری منزلیں طے ہو جاتی ہیں، اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ حج کرنے کے بعد آدمی گناہوں کے میل کچیل سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ "حج مبرور کا بدلہ بس جنت ہے" اور یہی وجہ ہے کہ حج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے ملانے والے راستوں پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے نقش پا ثبت ہیں، اور ہر نبی نے اپنے اپنے وقت میں اس در محبوب کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی ہے (صلی اللہ علیہم اجمعین)، خدا ہی جانتا ہے کہ اس حرم پاک اور ارض مقدس کو کتنے قدسیوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا ہے، ظاہر ہے کہ زائرین حرم ان سب کی برکتوں دعاؤں اور سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہیں۔

یوں تو اسلام کے سارے ارکان عبدیت و فنائیت کا بے مثال مرقع ہیں، لیکن ان میں عشق کے ساتھ پاسبان عقل کا پہرہ بھی رہتا ہے، حج ایسی عبادت ہے جس میں "لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے" پر عمل پیرا ہونے کی نوبت آتی ہے۔ حج کی تیاری شروع ہوئی عقل عیار نے طرح طرح کے مشورے دینے شروع کئے، کبھی بال بچوں کی تنہائی کا خوف دلایا، کبھی روپے پیسے کے اتنے بڑے خرچ پر نکتہ چینی کی، کبھی دکان اور کاروبار اجڑ جانے کے اندیشے دلائے، کبھی بچوں کی شادی بیاہ کے شاخسانے کھڑے کئے، کبھی طویل سفر کی صعوبتوں سے ڈرایا، لیکن ایمان، عقل کا ہاتھ جھٹک کر میدان عشق میں کود گیا، اور سود و زیاں کی کوئی منطق اس کے آڑے نہ آئی، وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا:

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں   سنا ہے کل تیرے در پہ ہجوم عاشقاں ہوگا

اجازت ہوئی تو خمار عشق نے عقل و عادت کے سارے قانون توڑ ڈالے، زرق برق اتار، کفن پہن، کوہ و بیاباں میں دیوانہ وار بادیہ پیائی شروع کردی، سر شوریدہ، پاؤں میں ڈھنگ کا جوتا نہیں، جسم میل و کچیل اور گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے، کبھی زور زور سے چیختا ہے، کبھی کسی کے در و دیوار کے چکر لگاتا ہے، کبھی مستانہ وار محبوب کی دہلیز پر پیشانی رگڑتا ہے، کبھی کسی کے آنچل کو چوم کر سر آنکھوں سے لگاتا ہے، کبھی اپنے بخت رسا پر ناز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے:

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است   افتم بپائے خویش کہ بکویت رسیدہ است

ہزار بار بوسہ زنم من دست خویش را   کہ بدامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

جب اس پر بھی محبت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی تو دیوانے کو ویرانہ پسند آتا ہے، آبادیوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کرتا ہے، لیکن عشق کی ہوک ایک جگہ چین سے بیٹھنے نہیں دیتی، کبھی یہاں، کبھی وہاں، کبھی راتوں رات ادھر سے ادھر، کبھی زیر لب گنگناتا ہے، کبھی دھاڑیں مارتا ہے، کبھی چیختا ہے، کبھی چلاتا ہے، کبھی روتے روتے گھگھی بندھ جاتی ہے، کبھی دیکھتے دیکھتے آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، زبان عرض مدعا سے گنگ ہو جاتی ہے، دریائے حیرت میں ڈوب جاتا ہے، سارے دن کی آبلہ پائی چیخ و پکار سے بدن کا انگ انگ دکھنے لگتا ہے، ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں لیکن دام زلف کے اسیر کی قسمت میں آرام کہاں؟ سورج ڈوبتے ہی پھر کسی کی تلاش میں چل نکلتا ہے، اس کی شوریدگی کو دیکھو، اور تو اور آج اس کے لئے نماز کے اوقات بھی بدل گئے، لوگ مغرب کے بعد مسجد کو دوڑتے ہیں اور یہ آشفتہ سر ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کا رخ کرتا ہے، صبحدم تیسری جگہ کبھی ادھر کبھی ادھر بھاگتا ہے، کبھی یہاں، کبھی وہاں کنکریاں مارتا پھرتا ہے، کبھی رضائے محبوب کے لئے جان کے نذرانہ پیش کرتا ہے، اور جب عشق کی کٹاری نے سب کچھ کاٹ ڈالا، وطن چھوڑا، لباس چھوڑا، آبادی چھوڑی، راحت و سکون چھوڑا، نہ کھانے پینے کا ہوش، نہ اٹھنے بیٹھنے کا پتا، بدن سے بدبو کے بھوارے پھوٹنے لگے، سر، بدن میں جوئیں رینگنے لگیں: ''کیا کیا نہ کیا عشق میں! کیا کیا نہ کریں گے!''

تو اچانک محبوب کی صدائے دلربا کانوں میں گونجی: ''یہاں کیا خاک چھان رہے ہو؟ اٹھو، سر، بدن کی صفائی کرو، کپڑے پہنو، آدمی بنو، ہماری زیارت گاہ خاص میں شام تک پہنچ جاؤ۔'' تب اس کے عشق کی آخری منزل آپہنچی، اور کشاں کشاں دیار محبوب کی طرف دوڑ پڑا، جاتے ہی در محبوب کے چکر لگائے اور بے اختیار اس سے لپٹ کر بلبلانے لگا، پھر اپنی داستان غم کیسے سنائی؟ اور کیا کیا سنا؟ یہ کون بتائے؟ اور کس طرح بتائے؟ جس کے ساتھ بیتی وہی جانے:

انجا کرا دماغ کس پر سوز باغبان   بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

الغرض حج عبدیت و فنائیت کی آخری منزل ہے، جس کی ساری روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں: ''العج والثج'' ہے، چیخنا اور خون بہانا، ہر چیز کا خون، عادات و اطوار کا خون، راحت و آرام کا خون، اوقات و مرغوبات کا خون، جذبات و خواہشات کا خون، عقل و خرد کے دانشمندانہ مشوروں کا خون اور آخر میں قربانی کے جانور کا خون۔ حج کی یہی روح دانشوران خام عقل کی نظر سے مخفی ہے، وہ نکتہ چینی کرتے ہیں کہ صاحب! خواہ مخواہ اتنے سارے جانوروں کو ضائع کرنے کا کیا مطلب؟ اب جن مسکینوں کو وادی عشق کی ہوا ہی نہیں لگی ہو انہیں کیا مطلب سمجھایئے؟ اور پھر ہمارے ان بزرجمہروں کو یہ ساری عقلی خرمستیاں دین اور دینی مسائل ہی میں سوجھتی ہیں، زندگی کے دوسرے شعبوں میں وہ خود اور ان کے خویش قبیلے کے دوسرے لوگ جو فضول خرچیاں کرتے ہیں، ان پر کبھی نظر نہیں جاتی، بلکہ اسے ''ضرورت'' سمجھا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مفتی محمودؒ اور ختمِ نبوت

مولانا سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آخری کتاب، اسلام کو آخری دین اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری نبی قرار دیا اور وعدہ فرمایا کہ اب قیامت تک اسی دین، مذہب، قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کا سکہ رواں رہے گا اور یہی مدار نجات اور باعث فوز وفلاح ہوگا، جو اس دین و مذہب یا قرآن اور صاحب قرآن کی راہ سے اعراض کرے گا، جہنم کا ایندھن بنے گا، اسی لئے فرمایا گیا:

۱۔"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج میں پورا کرچکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔"

۲۔"ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین۔" (آل عمران:۸۵)

ترجمہ: "اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔"

نہ صرف یہ، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین اور کتاب ہدایت کی حفاظت وصیانت کا وعدہ بھی فرمایا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

"انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔" (الحجر:۹)

ترجمہ: "ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق اسلام، شعائر اسلام، دین، مذہب، قرآن وسنت کی حفاظت اور ان کی اشاعت وترویج اور دعوت وتبلیغ کے لئے ہر دور میں کچھ خوش نصیبوں کو منتخب فرماکر اس کام میں لگایا اور ان سے اپنی نیابت کا کام لیا، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لا یزال اللّٰہ تعالیٰ یغرس فی هذا الدین غرسا یستعملهم فی طاعته۔" (ابن ماجہ ص:۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس دین کی حفاظت وصیانت اور اشاعت وترویج کے لئے پودے لگاتے رہیں گے اور ان کو اپنے دین کے کاموں میں استعمال فرماتے رہیں گے۔"

اسلام کی تابناک تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو صاف نظر آئے گا کہ ہر دور میں کچھ ایسے علمائے ربانی رہے ہیں جو دین اسلام کے اس باغ کی حفاظت و صیانت اور اس کی دیکھ بھال پر مامور تھے اور انہوں نے ہر ایسے دین دشمن کی راہ روکی جو اس باغ کی بربادی اور اجاڑ کے درپے تھا۔

زمانہ قریب میں دین اسلام کے ہرے بھرے باغ اور گلشن کی حفاظت وآبیاری کے لئے پاکستان سے جن خوش نصیبوں کا انتخاب فرمایا گیا، ان میں ایک نمایاں نام قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود کا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس گئے گزرے اور دینی انحطاط وتنزل کے دور میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے اپنے دین کے مختلف شعبوں کی حفاظت وصیانت کا جو کام لیا، وہ انہیں کا حصہ تھا۔

عام لوگ عموماً حضرت مفتی محمود قدس سرہ کو ایک مدبر سیاستدان، ماہر پارلیمنٹرین اور بیدار مغز قومی راہنما سمجھتے ہیں، جبکہ علماء ان کو فاضل مدرس، کامیاب مفتی اور بے مثال محدث کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ کی شخصیت ہمہ گیر وہمہ جہت تھی، ان کے اوصاف وکمالات میں کسی کو ذکر کرنا اور کسی کو چھوڑنا، ان کی شخصیت اور مقام ومرتبہ سے ناآشنائی کے مترادف ہے۔

بلاشبہ حضرت مفتی صاحب جہاں کامیاب مدرس، بیدار مغز مفتی، ماہر محقق، بے مثال محدث وشیخ الحدیث، بے داغ سیاست دان، منجھے ہوئے پارلیمنٹرین، کامیاب وزیر اعلیٰ تھے، وہاں وہ دین و مذہب کی حفاظت وصیانت کے میدان کے بطل جلیل اور بحث وتحقیق اور مباحثہ ومناظرہ کے امام بھی تھے، وہ جہاں دین و مذہب کے معاملہ میں غیور تھے، وہاں حق

گوئی و بے باکی میں لا یخاف لومة لائم کی سچی تصویر تھے، غرض وہ ہر میدان کے شہسوار تھے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر میدان میں قیادت، سیادت اور امامت کے بلند و بالا اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا، اگر یہ کہا جائے تو شاید بے جانہ ہوگا کہ وہ ارشاد الٰہی "ان ابراھیم کان امة"... حضرت ابراہیم تنہا ایک امت تھے... کے مصداق وہ بھی اکیلے اور تنہا ایک جماعت پر بھاری تھے۔

اسے حضرت مفتی صاحبؒ کی خوش نصیبی ہی کہئے! کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کے تمام شعبہ جات میں سے اہم اہم شعبوں کی خدمت کی سعادت اور توفیق عطا فرمائی تھی، حضرت مفتی صاحبؒ کے حالات، کمالات، خصوصیات و مزایا کے بیان کے لئے یقیناً دفتروں کے دفتر بھی ناکافی ہوں گے، تاہم سر دست تحریک تحفظ ختم نبوت اور ۱۹۷۴ء کی اسمبلی میں مسئلہ قادیانیت کے حل کے لئے ان کی خدمات اور کامیاب مساعی کی ایک جھلک کا تذکرہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۵۳ء میں قادیانی ریشہ دوانیاں جب حد سے بڑھنے لگیں اور وہ اپنے ولی نعمت خواجہ ناظم الدین کے زور پر ملک کو تقسیم کرنے اور بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ قرار دینے کا خواب دیکھنے لگے تو باوجودیکہ اس دور میں حضرت مفتی صاحبؒ زیادہ تر درس گاہ اور مدرسہ سے وابستہ اور نئے نئے سیاست میں آئے تھے، مگر بایں ہمہ آپ نے مسلمانوں کی جانب سے برپا کردہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی نہ صرف بھرپور حمایت و مدد کی، بلکہ عملی طور پر اس میں شریک ہوئے اور اس کی پاداش میں عملاً پابند سلاسل بھی ہوئے۔ چنانچہ مولانا محمد اکبر مدرس جامعہ قاسم العلوم ملتان لکھتے ہیں:

"۱۹۵۳ء میں خواجہ ناظم الدین کے دور حکومت میں جب پاکستان کو بلقانی ریاستوں کی طرز پر تقسیم کرنے کی سازشیں کھلے عام منظر پر آنے لگیں اور بلوچستان کو قادیان بنانے کی خفیہ ناپاک کوششیں ہونے لگیں، کھلے عام مرزائیت کا پرچار ہونے لگا حتیٰ کہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی مرزائیت کے خلاف لکھی گئی کتاب "الشہاب الثاقب" ضبط کرلی گئی تو اس بگڑتی ہوئی صورت حال میں مکافات عمل کے طور پر قادیانیوں کے خلاف ملک بھر میں ایک غضب ناک عوامی تحریک نے سر اٹھایا، بعد میں اس تحریک نے "تحفظ عقیدہ ختم نبوت" کا عنوان اختیار کرلیا، اس تحریک میں ہزاروں مسلمانوں نے عقیدہ ختم نبوت کے مقدس شجر کی اپنی خون سے آبیاری کی، سینکڑوں علمائے کرام کو گرفتار کیا گیا، حتیٰ کہ بعض حضرات کو پھانسی کی سزا سنائی گئی جو بعد میں معاف کردی گئی۔ حضرت مفتی صاحب نے اس تحریک میں ختم نبوت کے شیدائیوں کا بھرپور ساتھ دیا اور اس تحریک کی کامیابی میں نمایاں کردار ادا کیا اور قادیانیت پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ پھر اسے سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی، جس کی پاداش میں آپ ملتان کی ڈسٹرکٹ جیل میں ایک سال تک محبوس رہے، یہ آپ کی پہلی نظر بندی تھی۔"

اسی طرح بھٹو دور میں جب قادیانی جارحیت کا منہ زور گھوڑا پھر میدان میں آیا اور انہوں نے ربوہ اسٹیشن (حال چناب نگر) پر چناب ایکسپریس کو روک کر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے عزیز طلباء پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے اور مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے خلاف تحریک چلائی اور مجلس عمل نے ملک بھر میں اہالیان پاکستان اور ملت اسلامیہ کے غیور مسلمانوں کو میدان میں لاکھڑا کیا، اس وقت اسمبلی سے باہر اگر حضرت بنوریؒ نے قادیانیوں اور ان کے سرپرستوں کا ناطقہ بند کیا تو اسمبلی کے اندر مفتی محمودؒ ہی تھے، جنہوں نے عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی چوکھی جنگ لڑی اور پورے ایوان کو قادیانیت کے کفر سے آگاہ و آشنا کیا۔

یہ حضرت مفتی صاحب ہی تھے، جن کی محنت و جدوجہد سے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو حزب اختلاف کے ۳۷ ارکان نے جن میں مولانا مفتی محمودؒ کا نام سرفہرست تھا، ایوان میں یہ قرارداد پیش کی کہ:

"جناب اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان، محترمی!... ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار' چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کرکے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں' جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطۃ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی' متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت' اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے' جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار' انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے' مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے' تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔"

حضرت مفتی محمودؒ کی معاملہ فہمی، بیدار مغزی اور برمحل حاضر جوابی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک موقع پر جب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۴ء کی اینٹی قادیانی تحریک کو دبانے اور قائدین تحریک کو اہمیت نہ دینے اور خصوصاً اس تحریک کے روح رواں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بابت حضرت مفتی محمودؒ سے کہا کہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کون ہوتے ہیں قوم کی نمائندگی کرنے والے؟ کیا ان کو قوم نے منتخب کیا ہے؟ ہم تو آپ کو قوم کا نمائندہ سمجھتے ہیں، اس لئے کہ آپ کو قوم نے منتخب کیا ہے، اس پر مفتی صاحبؒ نے بھٹو کو ایسا جواب دیا کہ وہ دم بخود رہ گیا، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ: بھٹو صاحب! میں ایک حلقہ اور علاقہ کا منتخب رکن ہوں اور میرے پیچھے ایک حلقہ اور علاقہ کی عوام ہے، جبکہ اس وقت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پاکستانی قوم اور پوری ملت اسلامیہ بلکہ ہم سب کے قائد و ترجمان ہیں، اگر آپ کے نزدیک پوری قوم اور ملک کے نمائندہ اور ترجمان کی کوئی حیثیت نہیں تو میری کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے حضرت مفتی صاحب کا برمحل اور دوٹوک جواب سنا تو ہکا بکا رہ گیا۔

یہ بھی حضرت مفتی محمودؒ کی کرامت، خداداد فہم و فراست اور بیان و دلائل کا اچھوتا انداز تھا کہ انہوں نے ایسے ارکان اسمبلی کو قادیانیت کے کفر کا قائل کرلیا، جو کفر و ایمان اور دین و مذہب کی ابجد سے بھی ناواقف تھے، چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد اپنا موقف پیش کرنے کے لئے اسمبلی میں داخل ہوا، اور اس نے سفید شلوار، لمبا کرتا اور سر پر شملہ دار عمامہ اور ہاتھ میں عصا اٹھا رکھا تھا، تو بہت سے ارکان آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ: یہ دیکھو ملا، مولوی ایسے نیک صالح اور پاکباز انسان اور اس کے ماننے والوں کو بھی کافر کہتے ہیں، میں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یااللہ بہت مشکل وقت آگیا ہے، تو ہی ہماری مدد فرما اور ان لوگوں کے قلوب کو تو ہی پھیر سکتا ہے، کیونکہ قادیانی کفر و اسلام کا مسئلہ ان لوگوں کے رحم پر آن پڑا ہے جو خود کفر و اسلام کو نہیں جانتے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحبؒ نے مرزا ناصر سے اس خوبصورتی سے سوال کئے کہ وہ ارکان اسمبلی جو اب تک مرزا ناصر یا مرزائیوں کو مسلمان کہتے تھے وہ خود بخود ان کے کفر کے نہ صرف قائل ہوگئے بلکہ کہنے لگے کہ یہ ظالم تو ہمیں بھی کافر اور جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ کے حضرت مفتی محمود صاحب کے چند سوالات اور مرزا ناصر کے جوابات ملاحظہ ہوں:

سوال: مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ہے کہ:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۱۰ مرزا بشیر احمد ایم اے)

سوال: اس عبارت سے تو ستر کروڑ مسلمان سب کافر ہیں؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ پکے کفر میں پکے ہیں۔

سوال: ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ جہنمی بھی ہیں؟

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ممبروں نے جب یہ سنا تو سب کے کان کھڑے ہوگئے کہ اچھا ہم جہنمی ہیں، اس سے ممبروں کو دھچکا لگا، وہ سمجھ گئے کہ ہم تو انہیں مسلمان کہتے ہیں اور وہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔

الغرض حضرت مفتی صاحبؒ کی مساعی بارآور ہوگئیں اور انہوں نے مرزا ناصر پر ۱۳ دن کی جرح کرکے قادیانی کفر کو ایوان میں آشکارا کیا اور یہ مسئلہ حل ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور دور حاضر کے سیاسی و مذہبی راہنماؤں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆......☆

اسوۂ حسنہ کی جامعیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

دنیا میں جتنے بھی رسول اور نبی تشریف لائے ہیں ہم ان سب کو اچھا مانتے اور ان پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور ایسا کرنا ہمارے فریضہ اور عقیدہ میں داخل ہے۔ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ مگر اس ایمانی اشتراک کے باوجود بھی ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسی نمایاں خصوصیات اور کچھ جداگانہ کمالات و فضائل ہیں جن کو تسلیم کیے بغیر ہرگز کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے ہیں تو ان سب کی دعوت کسی خاص خاندان اور کسی خاص قوم سے مخصوص رہی، حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو اپنی دعوت کو صرف اپنی ہی قوم تک محدود رکھا۔ حضرت ھود علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو فقط قوم عاد کو خطاب کیا۔ حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو محض قوم ثمود کی فکر لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پیغمبر تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کو نجات دلانے کے لئے بھیجے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بس بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی تلاش اور سراغ میں نکلے تھے، جب غیروں نے ان کے روحانی کمالات سے استفادہ کرنے کی اپیل کی تو اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ (انجیل متی، باب:۱۵، آیت:۲۶)

یہی وجہ تھی کہ ان پیغمبروں میں سے کسی ایک نے بھی اپنے قوم سے باہر نظر نہیں ڈالی، لیکن جب رحمت خداوندی کی وہ عالمگیر گھٹا جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھی تھی، جس سے انسانیت و شرافت دیانت و امانت، عدل وانصاف، تقویٰ اور ورع کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں پھر سے سرسبز وشاداب ہو کر لہلہا اٹھیں، وہ قوم وجماعت، ملک وزمین، مشرق ومغرب، شمال و جنوب اور بر وبحر کی تمام قیود اور پابندیوں سے بالکل آزاد تھی، وہ بلا امتیاز وطن وملت، بلا تفریق نسل و خاندان، بدون تمیز رنگ وخون، بغیر لحاظ سیاہ وسفید اور بے اعتبار حسب ونسب تا قیامت پوری نسل انسانی کے لئے رحمت مہداۃ بن کر نمودار ہوئی اور رب ذوالاحسان نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان فیض رساں سے یہ اعلان کر دیا کہ:

”قل یا ایھا الناس انی رسول
اللہ الیکم جمیعاً.“ (الاعراف:۱۹)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اے
لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف رسول
بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

وہ ابر کرم اٹھا تو فاران کی چوٹیوں سے کر سب روئے زمین پر پھول برساتا اور مژدۂ جانفزا سناتا ہوا چھا گیا اور پوری دھرتی کے چپہ چپہ پر خوب کھلکھلا کر برداشت دھرانے اس سے آسودگی حاصل کی، بحر و بر اس سے سیراب ہوئے چمنستانوں نے اس سے رونق پائی اور ویرانوں کو اس کی فیض پاشی نے لعل وگوہر سے معمور کر دیا، اہل عرب اس سے مستفید ہوئے، باشندگان عجم نے اس سے اکتساب فیض کیا، یورپ نے اس کی خوشہ چینی کی اور ایشیا اس کا گرویدہ بنا، دنیا کے تمام گمراہوں کو وادیٔ ضلالت سے نکلنے کی اس نے راہنمائی کی اور آوارگان دشت غوایت کی رہبری کی اور نسل انسانی کے سب مایوس مریضوں اور ہر قسم کے نا امید بیماروں کو زود اثر تریاق اور نسخہ شفا بخشا:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت صرف نسل انسانی ہی کے لئے نہیں بلکہ جنات بھی اس امر کے مکلف اور پابند ہیں کہ آپ کی نبوت اور رسالت کا اقرار کر کے آپ کی شریعت پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجات اخروی حاصل کریں، ثقلین (انس وجن) کا مکلف ہونا نیز جنات کا قرآن کریم کا غور وفکر سے سن کر اس پر ایمان لانا اور پھر جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرنا قرآن مجید میں مصرح ہے اور عالمین مفہوم میں جنات بھی شامل ہیں اور قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو تمام جہانوں کے لئے نذیر بنا کر بھیجا گیا ”لیکون للعلمین نذیرا۔“ اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”ارسلت الی الاحمر والاسود
قال مجاھدؒ الانس والجن.“
(مستدرک ج۲ ص۴۲۴ قال الحاکم والذہبی علی شرطہما)

مجھے سرخ اور سیاہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں تمام انسان اور جنات شامل ہیں، سرخ سے جو مکارم اخلاق آپ کو خالق کونین کی طرف سے مرحمت ہوئے تھے، . . . ن

تکمیل کے لئے آپ کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکلف مخلوق کی فطرت کے جملہ مقتضیات کے عین مطابق تھے اور جن کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ ان کے ذریعہ روحانی مریضوں کو ان کے بستروں سے اٹھا دیا جائے بلکہ یہ بھی تھا کہ اٹھنے والوں کو چلایا جائے اور چلنے والوں کی بسرعت دوڑایا جائے اور دوڑنے والوں کو روحانی کمال اور اخلاقی معراج کی غایۂ قصویٰ تک اور سعادت دینوی ہی نہیں بلکہ سعادت دارین کی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا جائے اور ان کا اخوان نعمت فقط مریضوں کے لئے قوت بخش اور صحت افزا نہ ہو بلکہ وہ تمام مکلف مخلوق کی اصل فطری اور روحانی لذیذ غذا بھی ہو اور آپ کے مکارم اخلاق اور اسوۂ حسنہ نے وہ تمام ممکن اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ خلق عظیم کی بلند اور دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنا آسان اور سہل ہو گیا ہے۔

آپ کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

''انما بعثت لاتمم صالح الاخلاق وفی روایۃ مکارم الاخلاق۔''

(قال الشیخ حدیث صحیح السراج المنیر، ج:۲، ص:۷۷)

ترجمہ: ''مجھے تو اس لئے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں نیک خصلتوں اور مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔''

اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام خاص خاص جماعتوں اور مخصوص قوموں کے لئے مصلح اور پیغمبر تھے اسی طرح ان کی روحانیت اور اخلاق آئینے بھی خصوصی صفات اور اصناف کے مظہر تھے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام مجرم اور نافرمان قوم کی نجات کے لئے باوجود قوم کی ایذا رسانی کے سعی بلیغ کی زندہ یادگار تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اخلاص و قربانی کی مجسم مثال تھے کہ انہوں نے اپنے اکلوتے اور عزیز ترین لخت جگر کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے اپنی طرف سے ذبح کر ہی ڈالا تھا اور اس کے حکم کی تکمیل میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہ دکھائی، جس کی ایک ادنیٰ اور معمولی سی برائے نام نقل آج بھی ہر صاحب استطاعت مسلمان اتارتا اور سنۃ ابیکم ابراھیم کی پیروی کرتا ہوا نظر آتا ہے، یہ جدا بات ہے کہ:

تیری ذبح ذبح عظیم کی ہو مثیل کیونکر خلوص میں
نہ خلیل کا سا دل تیرا نہ ذبیح کا سا گلا تیرا

حضرت ایوب علیہ السلام صبر و رضا کے پیکر تھے، مصائب و آلام کے بے پناہ سیلاب بہہ گئے مگر وہ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ ثابت رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی جرأت حق کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی کہ فرعون جیسے جابر اور مطلق العنان بادشاہ کے دربار میں ساون کے بادلوں کی طرح گرج اور صاعقہ آسمانی کی طرح کڑک کر تہلکہ ڈال دیتی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی صبر آزما حیات یادگار دہر تھی کہ اپنے ہی بیٹوں کے ہاتھ سے پیارے یوسف علیہ السلام کے سلسلہ میں اذیت اور دکھ اٹھا کر فصبر جمیل فرما کر خاموش ہو گئے اور اندر ہی اندر آنسوؤں کے طوفان موجیں مارتے ہوئے ساحل امید سے ٹکراتے رہے اور ناامیدی کو قریب نہیں آنے دیا کہ:

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت مآب زندگی پاکدامن نوجوانوں کے لئے باعث صد افتخار ہے کہ انہوں نے امراۃ عزیز کی تمام مکاریوں اور حیلہ جوئیوں کی استخواں شکن زنجیروں کی ایک ایک کڑی کو معاذ اللہ فرماتے ہوئے پاش پاش کر دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی شاہانہ زندگی ان سب سے نرالی تھی کہ قبائے سلطنت اور عبائے خلافت اوڑھ کر مخلوق خدا کے سامنے ظہور پذیر ہوئے اور اس طریقہ سے عدل و انصاف کے مطابق ان کی خدمت کا عمدہ فریضہ انجام دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام توکل و قناعت، زہد و خود فراموشی کی ایک پوری کائنات تھے کہ زندگی بھر سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی اور فرمایا: اے لوگو! یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا کھاؤ گے؟ فضا کی چڑیوں کے لئے کاشتکاری کون کرتا اور ان کے منہ میں خوراک کون ڈالتا ہے؟ اے لوگو! تمہیں اس کی کیا فکر ہے اور تم یہ کیوں سوچتے ہو کہ کیا پہنو گے؟ جنگل کی سوسن کو اتنی دیدہ زیب پوشاک اور خوبصورت لباس کون پہناتا ہے؟

یہ تمام بزرگ اور مقدس ہستیاں اپنے اپنے وقت پر تشریف لائیں اور بغیر حضرت مسیح علیہ السلام سب دنیا سے رخصت ہو گئیں، لیکن جب قصر نبوت اور ایوان رسالت کی آخری اینٹ کا ظہور ہوا، جس کے انتظار میں دہر کہن سال نے ہزاروں برس صرف کر دیئے تھے، آسمان کے ستارے اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، ان کے استقبال کے لئے لیل و نہار بے شمار کروٹیں بدلتے رہے، ان کی آمد سے محض کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے ہی نہیں بلکہ رسم عرب، شان عجم، شوکت روم، فلسفہ یونان اور اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر کر آن واحد میں پیوند زمین ہو گئے تو پورے کرۂ ارض کے لئے ایک عالمگیر سعادت اور ایک ہمہ گیر رحمت لے کر آئی۔ آپ کا وجود مقدس روحانیت کے تمام اصناف کی ایک خوشنما کائنات، اخلاق حسنہ کی دلآویز جاذبیت اور رنگ برنگ گل ہائے اخلاق کا ایک پورا چمنستان تھا، امت مرحومہ کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی دل سوزی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت ایوب علیہ اسلام کا صبر، حضرت داؤد علیہ السلام کی مناجات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جرأت، حضرت ہارون علیہ السلام کا تحمل، حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی آزمائش، حضرت یوسف علیہ السلام کی

عفت، زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تقرب الٰہی کے لئے گریہ وزاری اور حضرت مسیح علیہ السلام کا توکل، یہ تمام منتشر اوصاف آپؐ کے وجود مسعود میں سمٹ کر جمع اور یکجا ہو چکے تھے، سچ ہے کہ:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

غرض کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک کی زندگی خاص خاص اوصاف میں نمونہ اور اسوہ تھی، مگر سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع زندگی تمام اوصاف واصناف میں ایک جامع زندگی ہے۔

آپ کی سیرت مکمل اور آپ کا اسوۂ حسنہ ایک کامل ضابطہ حیات اور دستور ہے، اس کے بعد اصولی طور پر کسی اور چیز کی سرے سے کوئی حاجت نہیں باقی رہ جاتی اور نہ کسی اور نظام وقانون کی ضرورت ہی محسوس ہو سکتی ہے۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اگر آپ بادشاہ اور سربراہ مملکت ہیں تو شاہ عرب اور فرمانروائے عالم کی زندگی آپ کے لئے نمونہ ہے، اگر آپ فقیر ومحتاج ہیں تو کملی والے کی زندگی آپ کے لئے اسوہ ہے، جنہوں نے کبھی دقل (ردی قسم کی کھجوریں) بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائیں اور جن کے چولہے میں بسا اوقات دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔

اگر آپ سپہ سالار اور فاتح ملک ہیں تو بدر وحنین کے سپہ سالار اور فاتح مکہ کی زندگی آپ کے لئے ایک بہترین سبق ہے جس نے عفو وکرم کے دریا بہا دیئے تھے اور "لا تثریب علیکم الیوم" کا خوش آئند اعلان فرما کر تمام مجرموں کو آن واحد میں معافی کا پروانہ دے کر بخش دیا تھا۔

اگر آپ قیدی ہیں تو شعب ابی طالب کی زندانی کی حیات آپ کے لئے درس عبرت ہے، اگر آپ تارک دنیا ہیں تو غار حرا کے گوشہ نشین کی خلوت آپ کے لئے قابل تقلید ہے۔

اگر آپ چرواہے ہیں تو مقام "اجیاد" میں آپ کو چند قراریط (ٹکوں) پر اہل مکہ کی بکریاں چراتے دیکھ کر تسکین قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر آپ معمار ہیں تو مسجد نبوی کے معمار کو دیکھ کر ان کی اقتداء کر کے خوشی محسوس کر سکتے ہیں، اگر آپ مزدور ہیں تو خندق کے موقع پر اس بزرگ ہستی کو پھاوڑا لے کر مزدوروں کی صف میں دیکھ کر اور مسجد نبوی کے لئے بھاری بھرکم وزنی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھ کر قلبی راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر آپ مجرد ہیں تو اس پچیس سالہ نوجوان کی پاکدامن اور عفت مآب زندگی کی پیروی کر کے سرور قلب حاصل کر سکتے ہیں جس کو کبھی کسی بدترین دشمن نے بھی داغدار نہیں کیا اور نہ کبھی اس کی جرأت کی ہے۔

اگر آپ عیال دار ہیں تو آپ متعدد ازواج مطہرات کے شوہر کو "انا خیر لاھلی" فرماتے ہوئے سن کر جذبہ اتباع کر سکتے ہیں۔

اگر آپ یتیم ہیں تو حضرت آمنہ کے لال یتیمانہ زندگی بسر کرتے دیکھ کر آپ کی پیروی اور تاسی کر سکتے ہیں۔

اگر آپ ماں باپ کے اکیلے بیٹے ہیں اور بہنوں اور بھائیوں کے تعاون وتناصر سے محروم ہیں تو حضرت عبداللہ کے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر اشک شوئی کر سکتے ہیں۔

اگر آپ باپ ہیں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہ، قاسم رضی اللہ عنہا اور ابراہیم رضی اللہ عنہ کے شفیق ومہربان باپ کو ملاحظہ کر کے پدرانہ شفقت پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

اگر آپ تاجر ہیں تو حضرت خدیجہؓ کے تجارتی کاروبار میں آپ کو دیانت دارانہ سعی کرتے ہوئے معائنہ کر سکتے ہیں۔

اگر آپ عابد شب خیز ہیں تو اسوہ حسنہ کے مالک کے متورم قدموں کو دیکھ کر اور "افلا اکون عبداً شکوراً" فرماتے ہوئے آپ کی اطاعت کو ذریعہ تقرب خداوندی اختیار کر سکتے ہیں۔

اگر آپ مسافر ہیں تو خیبر وتبوک وغیرہ کے مسافر کے حالات پڑھ کر طمانیت قلب کا وافر سامان مہیا کر سکتے ہیں۔

اگر امام اور قاضی ہیں تو مسجد نبوی کے بلند رتبہ امام اور فصل خصومات کے بے باک اور منصف مدنی جج کو بلا امتیاز قریب وبعید اور بغیر تفریق قوی وضعیف فیصلہ صادر فرماتے ہوئے مشاہدہ کر سکتے ہیں اور اگر آپ قوم کے خطیب ہیں تو خطیب اعظم کو منبر پر جلوہ افروز ہو کر بلیغ اور موثر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اور غافل قوم کی "انی انا نذیر العریان" فرما کر بیدار کرتے ہوئے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

الغرض زندگی کا کوئی قابل قدر اور مستحق توجہ پہلو اور گوشہ ایسا باقی نہیں رہ جاتا جس میں سرور کائنات کی معصوم اور قابل اقتداء زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ، عمدہ ترین اسوہ اور اعلیٰ ترین معیار نہ بنتی ہو۔

پس اس وجود قدسی پر لاکھوں بلکہ کروڑوں درود وسلام جس کے وجود مسعود میں ہماری زندگی کے تمام پہلو سمٹ کر آ جاتے ہیں اور ہماری روح کا ایک ایک گوشہ عقیدت واخلاص کے جوش سے معمور ہو جاتا ہے، جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے لعل وگوہر کا جو پائیدار خزانہ تمام ارض وسما اور بحر وبر چھان ڈالنے کے بعد بھی کسی قیمت پر جمع نہیں ہو سکتا تھا وہ انمول خزانہ امت مرحومہ کو اپنے پیارے نبی کے اسوہ، اپنے برگزیدہ رسول کی سنت سمجھ اور اپنے مقبول رسول کے معدن حدیث کی ایک ہی کان اور معدن سے فراہم ہو گیا ہے اور قرآن کریم کے بعد ہماری تمام بیماریوں کا مداوا حدیث پاک میں علی وجہ الاتم موجود ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

آپ حج کیسے کریں؟

دوسری قسط

بیت اللہ شریف پر پہلی نگاہ اور عمرہ کا طواف

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

حج کے احرام سے قبل حج کی نیت کا تعین کرنا ضروری ہے۔ احادیث نبویہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے تین طریقے متعین فرمائے ہیں:(۱) حج قران (۲) حج تمتع (۳) حج افراد۔

حج قران کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل قرار دیتے ہوئے اس کا طریقہ اس طرح بیان فرمایا کہ احرام باندھتے ہوئے عازم حج عمرہ اور حج دونوں کی نیت کرے اور مکہ معظمہ پہنچ کر حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے مگر حلق یا قصر نہ کرائے بلکہ اسی احرام میں حج کے دنوں تک رہے اور پھر اسی احرام سے ۸ ذی الحجہ سے مناسک حج کی ادائیگی شروع کرے اور ۱۰ ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کی ادائیگی کے بعد حلق کرا کر احرام کھولے۔ چونکہ اس طریقہ حج میں احرام کی پابندیاں بھی زیادہ عرصہ تک گزارنی پڑتی ہیں اور کسی رکن کی خلاف ورزی کی صورت میں عمرہ اور حج دونوں کے احرام کے دو دم لازم آتے ہیں اس لئے زیادہ تر لوگوں کے لئے اس طریقہ سے حج ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ صاحب عزیمت لوگ ہی اس طریقہ حج کے مطابق نیت کا ارادہ کرتے ہیں۔

حج افراد میں عازم حج، حج کے احرام کی نیت کرتا ہے اس احرام سے مکہ معظمہ پہنچ کر افعال حج ادا کرتا ہے۔ اسی طریقہ حج کے مطابق وہ عازمین حج فریضہ حج ادا کر سکتے ہیں جو آخری دنوں میں مکہ معظمہ کا سفر کرتے ہیں۔

حج تمتع وہ طریقہ حج ہے جس کے مطابق ۹۵ فیصد عازمین حج فریضہ حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لئے زیادہ تر کتابوں میں اسی کے مطابق ادائیگی کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق مسائل کی تشریح کی جاتی ہے۔ حج تمتع میں عازم حج گھر سے عمرہ کا احرام باندھ کر پہلے عمرہ کے افعال ادا کرتا ہے اور اس کے بعد حلق اور قصر کرا کر احرام کھول لیتا ہے اور پھر ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال کی ادائیگی کرتا ہے۔

جہاز کی روانگی سے قبل بہتر اور افضل یہ ہے کہ گھر سے احرام باندھے تاکہ گھر والے بھی اس کی مبارک دعاؤں میں شامل ہو جائیں اور وہ گھر سے عمرہ اور حج کی برکتیں حاصل کرنا شروع کر دے۔ اگرچہ ایئرپورٹ، جہاز میں بھی میقات آنے سے پہلے پہلے احرام باندھ کر عمرہ کی نیت کر سکتا ہے اس لئے بہتر ہے کہ وہ اس کا تعین کر لے کہ اس نے کس طریقہ حج کے مطابق فریضہ حج ادا کرنا ہے۔ عبادت حج کی اہمیت اور اس کی انفرادیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مخصوص لباس متعین فرمایا ہے کہ اس کے بغیر چاہے وہ کتنا ہی بیت اللہ کا طواف کرے عرفات کے میدان میں کتنا ہی وقت گزار لے اس کا حج ادا نہیں ہوگا۔

وہ مخصوص لباس جس کو شریعت کی اصطلاح میں احرام کہا جاتا ہے مردوں کیلئے دو چادریں ہیں جس میں سے ایک سے وہ نچلے ستر کو دھوتی کی طرح ڈھانپ لے گا جبکہ دوسری چادر شال کی طرح جسم کے اوپری حصہ پر اوڑھے گا۔ سفید چادریں افضل ہیں جبکہ دیگر رنگ کی چادریں بھی احرام میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ خواتین کیلئے عام لباس ہی احرام ہے البتہ پورے جسم اور سر کے بالوں کا اس طرح ڈھکا ہونا ضروری ہے جس طرح نماز میں ڈھکنا ضروری ہے۔ عام طور پر خواتین یہ تصور کرتی ہیں کہ باریک دوپٹہ سے بال چھپ جاتے ہیں یا آنچل کا گھٹنوں تک ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ تصور صحیح نہیں۔ اگر سر کے بال باریک دوپٹے سے نظر آتے ہیں یا گٹوں سے اوپر آستین ہے تو اس کی وجہ سے نہ نماز ہوگی اور نہ احرام درست ہوگا۔ اسی طرح بعض خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ احرام میں چونکہ کپڑا چہرے کو لگانے کی اجازت نہیں اس لئے اب حالت احرام میں چہرے کا پردہ نہیں۔ یہ تصور بھی درست نہیں۔ نامحرم مردوں سے پردہ احرام

عمرہ کی ادائیگی کی نیت

”اے اللہ! میں عمرہ کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں۔
اے اللہ! اس کو آسان فرما اور قبول فرما۔“

کی حالت میں بھی ہے البتہ اس طرح انتظام کیا جائے کہ چہرے پر نقاب بھی ہو جائے اور کپڑا بھی چہرے کو نہ لگے۔ بہرحال احرام عبادت حج اور عمرہ کیلئے ضروری ہے۔ اس لئے سفر سے قبل کم از کم دو احرام اپنے لئے خریدے تاکہ ناپاک وغیرہ ہونے کی صورت میں تبدیل کیا جاسکے۔

عام طور پر چونکہ حجاج کرام تمتع کے طریقہ کے مطابق حج ادا کریں گے تو گھر سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے گا۔ ناخن اور ضروری صفائی کرے۔ اچھی طرح غسل کرکے مرد حضرات احرام کی چادریں باندھ لیں جبکہ خواتین احرام کے کپڑے پہن لیں۔ سر کے بالوں کو ایک رومال سے اچھی طرح باندھ لیں اور موٹے دوپٹے سے اپنے جسم کو اچھی طرح ڈھک لیں۔ اس کے بعد دو رکعت صلوٰۃ التوبہ، دو رکعت شکرانہ کی ادا کریں اور پھر دو رکعت برائے نیت احرام پڑھیں جس میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھیں۔ مرد حضرات یہ دو رکعت سر ڈھانپ کر پڑھیں گے۔ اس کے بعد خوب دعا کریں اپنے لئے، عمرہ اور حج کی صحیح ادائیگی، بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس کی برکات کے حصول کیلئے اپنے والدین، بہن بھائیوں، بیوی بچوں، عزیز و اقارب، اساتذہ و مشائخ، امت مسلمہ اور پاکستان اور عالم اسلام کے لئے خوب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ روئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو رونے والی آنکھ بہت پسند ہے۔ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ دعا سے فارغ ہو کر سر ننگا کر کے نیت ان الفاظ میں کریں:

"اے اللہ! میں عمرہ کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اس کو آسان فرما اور قبول فرما۔"

حج قران والے ان الفاظ میں نیت کریں گے:

"اے اللہ! میں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اس کو آسان فرما اور قبول فرما۔"

حج افراد والے ان الفاظ کے ساتھ نیت کریں گے:

"اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اس کو آسان فرما اور قبول فرما۔"

نیت عربی، اردو اور کسی بھی زبان میں کی جاسکتی ہے۔ دل کے ساتھ نیت اور زبان کے ساتھ الفاظ ادا کریں۔ نیت کے فوراً بعد ان الفاظ میں کم از کم ایک مرتبہ اور سنت کے مطابق تین مرتبہ تلبیہ ان الفاظ میں ادا کریں:

"لبیک اللھم لبیک
لبیک لا شریک لک لبیک۔ ان
الحمد و النعمۃ لک و الملک
لا شریک لک۔"

یاد رکھیں! جب تک آپ تلبیہ کے الفاظ نہیں پڑھیں گے اس وقت تک آپ حالت احرام میں نہیں آئیں گے اور نہ ہی آپ پر احرام کی پابندیاں عائد ہوں گی۔ اس لئے بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ تلبیہ پڑھ کر آپ حالت احرام میں خوب دعا کریں کیونکہ اس لباس کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کی محبوب شخصیت بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں۔ استغفار سے دل کی سیاہی کو دور کریں اور درود شریف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔

یاد رکھیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالیٰ اس حج کو قبول فرماتے ہیں جس میں تلبیہ (لبیک) کی کثرت ہو۔ اب آپ نے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، گاڑی میں، جہاز میں اور بیت اللہ شریف پہنچنے تک اسی لبیک اللھم لبیک کا ورد کرنا ہے۔ یہ عازمین حج و عمرہ کا ترانہ ہے۔ دیوانہ وار پڑھیں اور خوب پڑھیں۔ ایک حدیث شریف کے مطابق جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے اردگرد کے درخت اور پتھر بھی اس کے ساتھ لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔

تلبیہ پڑھتے ہی آپ پر احرام کی پابندیاں عائد ہوگئیں۔ آپ سلا ہوا لباس نہیں پہن سکتے۔ سر چہرے اور پاؤں ڈھک نہیں سکتے۔ ایسا جوتا نہیں پہن سکتے جس سے آپ کے پاؤں کا اوپری حصہ (ہڈی سے اوپر) چھپ جائے۔ جرابیں، ٹوپی وغیرہ استعمال نہیں کرسکتے۔ خوشبو دار صابن، خوشبو، خوشبو دار کھانے، تمباکو، پان وغیرہ نہیں کھا سکتے۔ شکار نہیں کرسکتے۔ بال، ناخن وغیرہ نہیں کٹوا سکتے۔ حقوق زوجیت ادا نہیں کرسکتے۔ اس قسم کی باتیں حج مقبول کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ بعض حلال کام کے ارتکاب پر آپ کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ احرام والا لباس ناپاک ہونے کے علاوہ تبدیل کرنا مکروہ ہے۔

جہاز میں سامان دینا، سوار ہو کر جدہ پہنچنے کے مراحل طے ہونے کے بعد جدہ ایئرپورٹ کے مراحل سے آپ کو گزرنا ہوگا۔ جہاز سے اتر کر آپ کو ایک ہال میں لے جایا جائے گا۔ یہاں پر عورتوں کو ایک طرف اور مردوں کو دوسری طرف بٹھا دیا جائے گا۔ پاسپورٹ اور طبی سرٹیفکیٹ اور امیگریشن سے متعلق کاغذات خواتین کے حوالے کردیں اور ان کو ہدایات دیدیں کہ وہ کسٹم ہال میں پہنچ کر وہاں سامان تلاش کرکے انتظار کریں اور اگر وہاں کسٹم والے رکنے نہ دیں تو سامان کلیئر کروا کر باہر مردوں کا انتظار کریں۔ امیگریشن ہال میں اگر پہلے سے دوسری فلائٹ کے لوگ نہیں ہیں تو فوری طور پر امیگریشن شروع ہو جائے گا ورنہ کچھ وقت انتظار کرنا پڑے گا۔ اطمینان سے انتظار کریں۔ وضو وغیرہ کی ضرورت ہو تو کرلیں۔ پہلی فلائٹ مکمل ہونے کے بعد ایک دروازے سے خواتین کو اور دوسرے دروازے سے مردوں کو ایک ایک

کر کے بھیجا جائے گا اور امیگریشن ہال سے فارغ ہوکر کسٹم ہال میں داخل ہوجائیں گے۔ وہاں پر ایک طرف سامان رکھا ہوا ہوگا۔ اپنا سامان تلاش کر کے کسٹم افسران کے پاس معائنہ کے لئے لے جائیں اور سامان کلیئر کرا کر باہر گیٹ کی طرف لے جائیں۔ گیٹ پر آپ سے سامان لے کر ٹرالیوں میں رکھ دیا جائے گا۔ ٹرالی بھرنے کی صورت میں تمام سامان پاکستانی عازمین حج کے لئے مخصوص جگہ پر پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر اپنا سامان وغیرہ وصول کریں۔ اگر گروپ میں ہیں تو گروپ لیڈر کے ساتھ ورنہ اپنی فیملی کے ساتھ مکہ جانے والی بسوں کیلئے جو قطار لگی ہوئی ہے اس میں شامل ہوکر مکہ جانے کا انتظار کریں۔ وزارت مذہبی امور والے سرکاری رہائش والے عازمین حج کی روانگی کا انتظام کرتے ہیں۔ سرکاری رہائش والے ان سے رابطہ کریں۔ بہرحال جدہ بیت الحجاج کا یہ دورانیہ درمیانی وقفہ ہے۔ اس میں آپ لبیک کے ترانے کا ورد جاری رکھئے۔ کسی نماز کا وقت آجائے تو جماعت کے ساتھ نماز اہتمام سے ادا کریں۔ مکہ سے روانگی کیلئے بس میں بیٹھ جائے تو اب آپ کے سفر کا آخری مرحلہ اور منزل مقصود حرم مکہ پہنچنے کا مرحلہ آگیا ہے جو کہ آپ کی زندگی کے سب سے قیمتی لمحات ہیں۔ بس ایک جگہ لے جائے گی جس کو مرکز استقبال حجاج کہا جاتا ہے۔ یہاں آپ کا اندراج ہوگا اور معلم تک پہنچانے کے لئے رہبر مہیا کیا جائے گا اور زمزم کی ایک ایک بوتل کا ہدیہ ملے گا۔ یہاں سے روانگی کے نصف گھنٹہ کے بعد آپ حدود حرم میں داخل ہوں گے۔ اس کی نشانی کے طور پر سعودی حکومت نے سڑک کے اوپر ایک رحل والا قرآن کریم کا نمونہ بنایا ہوا ہے۔ یہاں سے اب آپ کی نیکیوں کا ثواب ایک لاکھ کے برابر قرار پائے گا۔ اس لئے خوب ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھتے ہوئے

حرمین کی حاضری

الٰہی یہ تمنا ہے، حرم کی راہ کو دیکھوں
کہیں اس دونوں عالم کی زیارت گاہ کو دیکھوں
جو تو چاہے تو میں اس خانۂ دل خواہ کو دیکھوں
نہیں جی چاہتا، دنیا کے عز و جاہ کو دیکھوں
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

تمنا ہے کہ میرا ہاتھ ہو کعبہ کا داماں ہو
تو عرض حال دل مولیٰ سے ہو اور چشم گریاں ہو
نکالوں دل سے حسرت جو کہ حسرت دل میں پنہاں ہو
یہ دیکھا چاہیے کب ہو جو تسکینِ دل دجاں ہو
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

عظیم اس خرمن گیتی سے ہے اک دانۂ کعبہ
مشرف لاکھ معموروں سے اک ویرانۂ کعبہ
بڑا ہشیار ہے وہ جو کہ ہے دیوانۂ کعبہ
بہت دل میں مرے ہے اشتیاق خانۂ کعبہ
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

خوشا حال غریباں جو حرم کی راہ چلتے ہیں
حرم میں جاکے صورت عاشقوں کی سی بدلتے ہیں
غبار آلودہ ان کو دیکھ کر ہی دل پگھلتے ہیں
ہمارے دیکھیے ارمان دل کے کب نکلتے ہیں
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

نہ سمجھو تم کہ ملک ہند میں، میں آرمیدہ ہوں
نہایت دل تپیدہ ہوں بڑا آفت رسیدہ ہوں
بہت حالات بے دینی سے یاں کے غم کشیدہ ہوں
بہت ہی اب تو میں دیدار کعبہ کا ندیدہ ہوں
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں
پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

ان الفاظ میں دعا کریں:

"اے اللہ! یہ آپ کا حرم محترم ہے اور آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے۔ میرے گوشت وخون ہڈیوں اور کھال اور چہرے پر جہنم کی آگ حرام کر دے۔ اے اللہ! ہمیں حشر کے دن عذاب سے مامون فرما۔"

عربی کے الفاظ کتاب سے دیکھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

کچھ دیر بعد آپ مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہو جائیں گے۔ ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ میں اضافہ کرتے ہوئے درج ذیل دعا یا الفاظ ادا کریں:

"اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرا فرض ادا کرنے اور تیری رضا اور رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں۔ تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور قیامت کے دن کی معافی اور بخشش میرے لئے مقدر فرما دے اور میرا حج صحیح طور سے ادا کرا دے۔"

بس معلم کے دفتر یا آپ کی رہائشی عمارت میں لے جائے گی۔ آپ اطمینان سے سامان وغیرہ کمرے میں رکھیں۔ اگر تھکے ہوئے ہوں تو تھوڑی دیر آرام کرلیں اور پھر اطمینان سے وضو وغیرہ کرکے تازہ دم ہو جائیے تاکہ سب سے اہم عبادت کیلئے جب اللہ تعالیٰ کے گھر پہنچیں تو اطمینان کے ساتھ ارکان عمرہ ادا کرسکیں۔

بیت اللہ شریف کے اردگرد خوبصورت مسجد حرام تعمیر ہے اور اس کے مختلف دروازے ہیں۔ ان میں سے ہر دروازے سے داخل ہوا جاسکتا ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "باب السلام" سے تشریف لے گئے تھے۔ باب السلام صفا اور مروہ کے درمیان ایک دروازے کا نام ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ جب آپ مسجد حرام میں داخل ہو جائیں گے اور صفا اور مروہ کے درمیانی حصہ سے ترکی حرم کی طرف داخل ہوں گے تو چھت پر قرآن کریم کی آیت لکھی ہوگی۔ اگر کوئی واقف کار ہو اور یہ دروازہ آسانی سے مل جائے تو اس دروازے سے داخل ہوں ورنہ جو دروازہ گھر کے قریب پڑتا ہو اس سے بیت اللہ میں داخل ہوں۔ یاد رکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے مطابق بیت اللہ شریف پر پہلی نگاہ پڑتے وقت جو دعا کی جاتی ہے وہ شرف قبولیت پاتی ہے۔ اس لئے بہت اہتمام اور وقار و احترام کے ساتھ نگاہیں نیچی کئے ہوئے دروازے سے داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

"بسم اللہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ. اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک."

تلبیہ کے الفاظ

"لبیک اللھم لبیک. لبیک لا شریک لک لبیک. ان الحمد و النعمۃ لک و الملک. لا شریک لک."

تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد اپنی سیدھ میں نگاہ کرے گا تو بیت اللہ اپنی شان وشوکت اور عظمت و سطوت کی تجلیات اور انوار کی بارش کرتا ہوا سیاہ غلاف میں ملبوس نظر آئے گا۔ اس کو دیکھتے ہی ایک طرف کھڑے ہو جائیے اور تلبیہ (لبیک) موقوف کرکے درج ذیل الفاظ: "اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" ادا کرتے ہوئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں اور پہلے کتاب میں دیکھ کر دعا پڑھیں یا اس کا ترجمہ ان الفاظ میں ادا کریں:

"اے اللہ! اپنے اس مقدس گھر کی عزت وعظمت، شرافت و ہیبت (رعب و دبدبہ) میں ترقی فرما اور حج کرنے والوں میں جو اس کی تعظیم وتکریم کریں، ان کو بھی شرف وعظمت اور نیکی عطا فرما۔ اے اللہ! تیرا ہی سلام ہے اور سلامتی تیری طرف سے ہے۔ تو ہم پر سلامتی بھیج۔ میں اس مقدس گھر کے رب سے پناہ مانگتا ہوں قرضہ سے اور محتاجی سے اور سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔"

اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے اہل خانہ اور بار بار عمرہ اور حج کیلئے دوبارہ آنے اور ملک وملت اور عالم اسلام کیلئے خوب دعا کریں۔ آنسوؤں کا نذرانہ دربار خداوندی میں پیش کریں۔ بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اپنے لئے "مستجاب الدعوات" (جس کی ہر دعا قبول ہو) ہونے کی دعا کریں۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد احرام کی اوپری چادر کو سیدھے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر دوسرے کندھے پر اس طرح ڈالیں کہ دایاں ہاتھ کھلا رہے۔ اس کو حج کی اصطلاح میں "اضطباع" کہتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ "حجر اسود" کے سامنے آجائیں۔

"حجر اسود" بیت اللہ شریف کے اس کونے پر نصب ہے جو بیت اللہ شریف کے دروازے سے متصل ہے۔ اس سے طواف کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے قریب ایک سپاہی کھڑا ہوا لوگوں کی قطار کو سیدھا کر رہا ہوتا ہے، بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرکے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر

اسود آپ کی دائیں طرف ہو اور آپ کا دایاں کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کی سیدھ میں ہو اور ان الفاظ میں طواف کی نیت کریں:

"اے اللہ! میں آپ کے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں خالص تیری رضامندی کے لئے۔"

نیت کے الفاظ کی ادائیگی کے بعد حجر اسود کی سیدھ میں آ جائے اور تکبیر تحریمہ کی طرح اپنے ہاتھ کو کندھے تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف ہو۔ اس تصور کے ساتھ کہ آپ کی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہوئی ہیں، دعا کے یہ الفاظ پڑھیں:

"بسم اللہ اللہ اکبر، وللہ الحمد۔"

اور پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لیں اور ایڑیوں کے بل پر اس طرح گھومیں کہ آپ کا بایاں کندھا بیت اللہ کی طرف ہو جائے اور قدم آگے نہ بڑھے کیونکہ طواف کی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف سینہ اور کمر کرنا جائز نہیں۔ اور مڑنے کے بعد بیت اللہ شریف کے ساتھ ساتھ چکر لگانا شروع کریں اور بیت اللہ کے اردگرد یہ چکر حجر اسود پر مکمل کریں۔ حجر اسود پر ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ چونکہ آپ عمرے کا طواف کر رہے ہیں۔ اس لئے پہلے تین چکروں میں پنجوں کے بل اکڑ اکڑ کر تیز قدموں سے چلیں۔ حجر اسود پر چکر مکمل ہونے کی صورت میں پھر حجر اسود کی طرف رخ کر کے اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اور اوپر والی دعا پڑھ کر ہاتھ کو چوم کر اس طرح ایڑیوں کے بل مڑ کر دوسرا چکر شروع کریں۔ اگر زیادہ ہجوم کی وجہ سے بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا ممکن نہ ہو تو مڑے بغیر ہاتھ اٹھا کر بیت اللہ شریف کی طرف کر کے دعا پڑھ کر ہاتھوں کو چوم لیں۔ طواف کے دوران کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے اور اردو میں بھی دعائیں مانگ سکتے ہیں۔ تیسرے کلمہ یا درود شریف اور قرآنی دعاؤں کا ورد کر سکتے ہیں۔ البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والے حصہ میں یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔"

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔"

"اللھم انی اسئلک العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة۔"

ترجمہ: "اے اللہ! میں دنیا و آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔"

دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا، چوتھے کے بعد پانچواں، پانچویں کے بعد چھٹا اور چھٹے کے بعد ساتواں چکر مکمل ہونے پر طواف یعنی عمرہ کا پہلا رکن مکمل ہو جائے گا۔ آخری چکر کا استلام کر کے آہستہ آہستہ طواف کی جگہ سے نکل کر "مقام ابراہیم" کی طرف چلے جائیے۔

"مقام ابراہیم" بیت اللہ شریف کے دروازے اور حطیم کے درمیان والے حصے کے سامنے والا حصہ ہے۔ وہاں پر ایک بند شیشے کے قبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش پا کا پتھر نصب کیا ہوا ہے۔ طواف کی وجہ سے اس کے اردگرد تو نماز پڑھنا ممکن نہیں۔ اس کی سیدھ میں آخری حصہ میں دو رکعت طواف واجب ادا کر لیں۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ دو رکعت کی ادائیگی کے بعد ان الفاظ سے دعا کریں:

"اے اللہ! تو میری کھلی چھپی باتیں جانتا ہے اور میرے ظاہر و باطن سے تو پوری طرح واقف ہے۔ لہٰذا میری معذرت کو قبول فرما لے اور میری حاجتوں اور ضرورتوں کا تجھے علم ہے لہٰذا جو میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ مجھے عطا فرما دے اور میرے سوال پورے فرما دے اور تجھے میرے دل کی باتوں اور نفس کے چھپے ہوئے ارادوں کی بھی خبر ہے لہٰذا تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ اے اللہ! اے ارحم الراحمین! میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میری دل میں اتر جائے اور بس جائے اور ایسا سچا یقین تجھ سے مانگتا ہوں جس کے بعد حقیقت مجھ پر پوری طرح کھل جائے کہ صرف وہی حالت مجھ پر آ سکتی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور میرا دل اس پر بالکل راضی اور مطمئن ہو جائے جو تو نے مقدر کر دیا ہے۔ اے اللہ! یہ مقام ابراہیم ہے۔ اے اللہ! یہاں سے مجھے گناہوں سے پاک صاف کر کے واپس فرما۔" (جاری ہے)

طواف کی نیت

"اے اللہ! میں آپ کے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں خالص تیری رضامندی کے لئے۔"

خانوادۂ رسولؐ کے دینی اوصاف

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

حضرات علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے اخلاف اپنے اسلاف کرام کے طریقہ پر گامزن ہوئے، پاکیزہ خصائل، پاک نفسی اور عالی ظرفی، وہی عبادت میں انہماک اور آخرت طلبی، اصلاح نفس کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی، سچی ربانیت وحقانیت اور خودداری اور کردار کی بلندی (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوادہ کے شایان شان اور پیغمبروں کے حقیقی وارثوں کی علامت تھی) ان حضرات میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ ان کا طرز عمل اور پاکبازی اور ان کی سیرتیں اور اخلاق اپنی جگہ پر اعلیٰ دینی مثال ونمونہ اور ایک ایسا اخلاقی دبستان ہے جس سے ہر نسل کے افراد شرافت واخلاق، مروت اور سیر چشمی، بدخواہوں کے ساتھ حسن سلوک اور ''با دوستان تلطف بادشمنان مدارا'' کا درس لیتے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں:

''علی بن حسینؒ (زین العابدین) سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا انسان میں نے نہیں دیکھا۔''

امام زہریؒ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی قریشی کو ان سے بہتر نہیں دیکھا، ان کا (امام زہریؒ کا) یہ حال تھا کہ جب حضرت علی بن حسینؒ کا ذکر آتا تو رو پڑتے اور فرماتے ہیں کہ تمام عبادت کرنے والوں کی زینت ان سے تھی۔ یعنی وہ صحیح معنی میں زین العابدین تھے۔

حضرت علی بن حسینؒ (جن کا لقب ہی زین العابدین پڑ گیا تھا) راتوں کو اپنی پیٹھ پر روٹیوں کی بوری لے کر نکلتے اور ضرورت مندوں اور مستحقین کے گھر پہنچاتے۔

جریر کا بیان ہے کہ جب حضرت علی بن حسینؒ کی وفات ہوئی تو ان کی پیٹھ پر وہ نشانات دیکھے گئے، جو ان بوریوں کے اٹھانے سے پڑ گئے تھے، جن میں روٹیاں بھر کر وہ راتوں کو نکلتے اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے تھے۔

شیبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن حسینؒ کی وفات ہوئی تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منورہ کے سو گھروں کی پرورش کرتے تھے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ اہل مدینہ میں بہت سے لوگ اس طرح گزارا کرتے کہ ان کو معلوم نہ ہوتا کہ ان کا خرچ کہاں سے آتا ہے؟ جب حضرت علی بن حسینؒ کی وفات ہوئی تب انہیں پتہ چلا کہ یہ راتوں کو روٹیاں پہنچانے والے زین العابدین حضرت علی بن حسینؒ تھے۔

وہ رات اور دن میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب تیز ہوا چلتی تو بے ہوش کر گر جایا کرتے۔

عبدالغفار بن قاسم کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت زین العابدینؒ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان کو گالی دی، حضرت زین العابدینؒ کے غلام اور ساتھی غصہ میں اس پر دوڑ پڑے، حضرت زین العابدینؒ نے فرمایا: ''ٹھہرو! اس کو کچھ نہ کہو، پھر خود ہی اس شخص کی طرف بڑھے اور فرمایا: ہماری زیادہ تر باتیں اور حالات تم سے پوشیدہ ہیں، تم یہ بتاؤ کہ تمہاری کوئی ضرورت ہے جو میں پوری کرسکوں؟ وہ آدمی نادم وشرمسار ہوا، آپؒ نے اپنا لبادہ اتار کر اس کو دے دیا اور ایک ہزار درہم عطا فرمائے اس واقعہ کے بعد جب اس شخص کی آپ پر نظر پڑتی تو پکار اٹھتا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اولاد رسولؐ ہیں۔''

ایک بار حضرت زین العابدینؒ کے پاس کچھ لوگ مہمان تھے، آپؒ نے ایک خادم سے کھانا جلد لانے کا تقاضا کیا وہ عجلت میں اوپر چڑھا، وہ تیزی سے تنور میں بھنے ہوئے گوشت کی سیخ لے کر آرہا تھا کہ زین العابدینؒ کے ایک بچہ پر (جو نیچے زینہ پر بیٹھا ہوا تھا) سیخ گر گئی، جس سے وہ فوراً جاں بحق ہوگیا۔ حضرت زین العابدینؒ نے بجائے باز پرس کرنے یا ناراض ہونے کے غلام سے کہا: جا تو آزاد ہے تجھ سے جان بوجھ کر یہ کام نہیں ہوا اور بچے کی تجہیز وتکفین میں لگ گئے۔

حضرت زین العابدینؒ کی ولادت سن ۳۸ ہجری کے کسی مہینہ میں ہوئی، ان کی والدہ سلافہ (آخری شاہ ایران یزدگرد کی صاحبزادی) تھیں، آپ کی وفات سن ۹۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کی تدفین آپ کے عم بزرگوار حضرت

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک میں ہوئی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل صرف حضرت زین العابدینؒ ہی سے جاری رہی۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ الباقرؒ اور ان کے فرزند جعفرؒ (الصادق) اور ان کے فرزند حضرت موسیٰ بن جعفرؒ (جن کا لقب موسیٰ الکاظم ہے) اور ان کے صاحبزادہ حضرت علی الرضاؒ سب کے سب اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر برد باری' سخاوت' صداقت اور پاکبازی وخودداری میں مثالی شخصیتوں کے مالک تھے' عمرو بن المقدامؒ کہتے تھے' ابو جعفر محمد الباقرؒ پر جب نظر پڑتی تو دیکھتے ہی یقین ہو جاتا کہ یہ خانوادہ نبوت کے چشم وچراغ ہیں' ان کے صاحبزادہ جعفر بن محمد الصادقؒ عبادت اور یاد الٰہی میں خشوع و خضوع کے ساتھ مشغول رہتے' خلوت گزینی اور دنیا سے بے تعلقی کو' جاہ طلبی اور رجوع خلائق و عقیدت عام پر ترجیح دیتے تھے۔ امام مالکؒ ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میں جعفر بن محمدؒ کے پاس جایا کرتا تھا' وہ ہمیشہ متبسم رہا کرتے تھے' لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جاتا تو رنگ پیلا یا ہرا پڑ جاتا' میں مدت دراز تک ان کے پاس آتا جاتا رہا' میں ہمیشہ ان کو تین کاموں میں سے ایک کام میں مشغول پاتا یا تو نوافل ادا کر رہے ہوتے یا روزہ سے ہوتے یا تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے' کبھی میں نے ان کو بلا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے نہیں سنا' بے مطلب کسی کی بات میں دخل نہ دیتے' وہ بلاشبہ خدا ترس عابد وزاہد بزرگوں میں تھے' حضرت موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علیؒ (یعنی موسیٰ الکاظم) اس درجہ کے فیاض' عالی ظرف اور کریم النفس شخص تھے کہ اگر ان کو کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا کہ وہ ان کی برائی کرتا ہے تو اس کے پاس کچھ رقم (کبھی ایک ہزار دینار کی تھیلی) بھیج دیتے' وہ چار سو' تین سو اور دو سو دینار کی تھیلیاں تیار رکھتے اور اہل مدینہ میں تقسیم کرتے تھے' ان کے صاحبزادے حضرت علی رضاؒ (ابن موسیٰ الکاظم) کو خلیفہ مامون الرشید عباسی نے اپنا ولی عہد بنایا تھا' ان کی ولادت سن ۱۵۳ ہجری کے کسی ماہ کی ہی' ان کی وفات ماہ صفر کے آخری روز سن ۲۰۲ ہجری میں ہوئی' ان کی نماز جنازہ خلیفہ مامون نے خود پڑھائی اور اپنے والد خلیفہ ہارون الرشیدؒ کی قبر کے پاس (قدیم طوس حال مشہد میں) دفن کیا۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما (جن کو عبداللہ المحض کہا جاتا ہے) تابعین اہل مدینہ اور محدثین میں سے تھے' مورخ واقدیؒ کا بیان ہے کہ عبداللہ کثیر العبادت بزرگ تھے' لوگ ان کی بڑی عزت وتعظیم کرتے تھے' ظاہری طور پر بھی بڑی وجیہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے' قوت گویائی میں بھی ان کو وافر حصہ ملا تھا' مصعب ابن عبداللہ کہا کرتے تھے' میں نے اپنے علماء کو کسی کی اتنی عزت وتعظیم کرتے نہیں دیکھا' جس قدر وہ عبداللہ المحضؒ کی تعظیم کرتے تھے' ربیعہؒ نے ایک مرتبہ ان کو گفتگو کرتے ہوئے سنا تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ طرز گفتگو انبیاء کی اولاد ہی کا ہو سکتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے تھے' ان میں مشہور عالم ومحدث ایوبؒ بھی تھے' پیچھے سے کسی آنے والے نے ان کو سلام کیا' وہ اپنے پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف مڑ گئے اور آہستہ سے جواب دیا' پھر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے' اس اہتمام وتعظیم کو دیکھ کر ان سے پوچھا گیا یہ کون ہیں؟ کہا: ''فرزند رسول عبداللہ بن حسن۔''

ابن کثیرؒ کا بیان ہے:

''عبداللہ المحضؒ بن حسن المثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی علماء بڑی تعظیم کرتے تھے' وہ باوقار عابد وزاہد بزرگ تھے' یحییٰ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ لوگوں کو ان پر بڑا اعتماد اور ان کی نگاہوں میں ان کی بڑی وقعت اور وزن تھا' ان سے بہت سے محدثین نے احادیث کی روایت کی ہے' جن میں سفیان ثوریؒ اور مالکؒ بھی ہیں' سن وفات غالباً سن ۱۴۵ ہجری ہے۔''

ان کے صاحبزادے محمد نے حکومت وقت (عباسیوں) کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا' بہت ہی بلند ہمت اور صاحب عزیمت بزرگ تھے' ان کا بڑا رعب داب تھا' شجاعت میں یکتا' کثیر الصیام اور کثیر النوافل تھے (جسمانی طور پر) نہایت قوی و توانا تھے' ان کا لقب المہدی اور النفس الزکیہ تھا' ان میں بنی ہاشم اور اہل بیت نبوت کی تمام خصوصیات نظر آتی تھیں' مروت' لوگوں کا لحاظ و خیال' ان کو اپنی وجہ سے کسی اذیت اور خطرہ میں نہ پڑنے دینا ان کا خاص وصف تھا' جب خلیفہ منصور کی فوج سے مدینہ منورہ میں مقابلہ ہوا اور ان کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے گھر جا کر وہ رجسٹر جلا دیا' جس میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کے نام درج تھے' کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ ان کے بعد (ان کی حمایت ونصرت کے الزام میں) ان پر سختی کی جائے گی اور ان کو اس کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

☆☆............☆☆

عیادت کے فضائل و آداب

مولانا مرغوب احمد لاجپوری

اسلام نے بیمار کی عیادت کو اسلامی حقوق میں سے قرار دیا ہے' بیمار کی بیمار پرسی کو مقبول ترین عبادت بتلایا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی عیادت کے متعلق گرانقدر ارشادات فرمائے' نہایت سودمند و مفید ہدایات دیں اور خود اپنا نمونہ عمل پیش فرمایا' مریض کی تیمارداری اور مزاج پرسی کو اسلامی نظام معاشرت میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے عیادت کی ترغیب دی۔ خود آپ کا دستور اور معمول بھی تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے' تسلی دیتے' دم فرماتے۔

شومئی قسمت آج مسلمانوں میں دین سے بیزاری کی جو حالت ہے وہ تمام ہی احکام میں ظاہر ہے' وہی حالت عیادت مریض کا ہے' عام مسلمانوں کی عیادت تو درکنار، اعزہ و اقارب اور پڑوسیوں کی بیمار پرسی کا بھی پاس ولحاظ نہ رہا۔

ایک جماعت الحمدللہ! عیادت تو کرتی ہے مگر آداب عیادت سے ناواقفیت کہئے یا عملی غفلت سے تعبیر کیجئے، بیمار کو تسلی دینے وراحت رسانی کے بجائے تکلیف کا سبب بن جاتی ہے' حالانکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے عیادت کے مکمل آداب کی تعلیم دی ہے' اگلے صفحات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو جمع کیا گیا ہے' جو اس باب میں ہماری صحیح رہنمائی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

عیادت کے متعلق حضورؐ کا حکم:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھوکوں کو کھانا کھلاؤ' بیماروں کی عیادت کرو' اور ناحق جو لوگ قید کردیے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو۔'' (بخاری)

اس حدیث پاک سے واضح ہے کہ عیادت صرف مریض کا حق ہی نہیں' بلکہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہے' جس کی تعمیل ''ہم خرما وہم ثواب'' کا مصداق ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ ''وعودوا المریض'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ''امر من العیادۃ'' یعنی اس میں عیادت کا حکم ہے۔

صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے' ایسے ہی اس بیمار کی عیادت اور مزاج پرسی سنت ہے' جس کا کوئی خبرگیر اور تیماردار ہو اور اس بیمار کی عیادت و مزاج پرسی واجب ہے' جس کا کوئی خبرگیر و تیماردار نہ ہو۔

عیادت مسلم مسلمانوں پر حق ہے:

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک) مسلمان کے (دوسرے) مسلمان پر پانچ حق ہیں: ''سلام کا جواب دینا' بیمار کی عیادت کرنا...... الخ۔''

حدیث بالا میں پانچ حقوق بیان فرمائے' علماء نے لکھا ہے کہ یہ پانچوں حقوق فرض کفایہ ہیں۔ مرقاۃ میں ہے: ''ای الخصال کلہن فروض کفایۃ'' عیادت کے اس حکم سے اہل بدعت مستثنیٰ ہیں۔ (مرقاۃ)

اس حدیث میں پانچ حقوق کا ذکر ہے' مسلم کی ایک روایت میں: ''حق المسلم علی المسلم ستۃ'' کے الفاظ آئے ہیں' اس میں یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں حضرت براء بن عازبؓ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا' جس میں ایک بیمار کی عیادت کرنا بھی ہے۔

عیادت کی اہمیت:

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہ کی' بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں آپ کی عیادت کس طرح کرتا؟ آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ اگر تو اس بیمار بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے (یعنی میری رضا) اس کے پاس پاتا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا' بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں آپ کو کھانا کس طرح کھلاتا؟ آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے

میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا' کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا' پھر حق تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں آپ کو کس طرح پانی پلاتا؟ آپ تو دونوں جہانوں کے رب ہیں' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھ سے میرے فلاں بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا' کیا تجھے خبر نہیں تھی کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔

حدیث پاک میں اللہ رب العالمین نے بندہ کی عیادت کو اپنی عیادت کے مترادف قرار دیا' جب کہ اس کی ذات ان تمام تقاضوں سے پاک ہے' حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں عیادت کی اہمیت و شوق و رغبت کی خاطر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ اعلان فرمایا:

''تیمارداری کے ضمن میں یہ امر بھی بطور خاص قابل ذکر ہے کہ عیادت کا یہ حکم عام ہے' اپنے ہوں یا پرائے' امیر ہوں یا غریب' قریبی ہوں یا اجنبی' ہر ایک کی عادت باعث اجر ہے۔''

عیادت کا ثمرہ و اجر:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور احسن طریقہ سے وضو کیا اور حصول ثواب کے ارادے سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو جہنم سے ساٹھ برس کی مسافت کے بقدر دور رکھا جائے گا۔

اس حدیث سے عیادت کا ایک ادب وضو کرنا بھی معلوم ہوا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ عیادت عبادت ہے اور عبادت میں وضو و طہارت سنت ہے (نمازوں میں، قرآن اس سے مستثنیٰ ہے) اور عبادت کو علی وجہ الاکمل ادا کرنا مطلوب و مرغوب ہے۔ (مرقاۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان دوسرے بیمار مسلمان کی دن کے پہلے حصہ میں یعنی دوسرے پہر سے پہلے پہلے عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے شام ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصہ میں یعنی زوال کے بعد عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور بہشت میں اس کے لئے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی بیمار کے پاس جاتا ہے اور اس کی عیادت کرتا ہے تو جب تک وہ بیٹھتا نہیں دریائے رحمت میں داخل رہتا ہے اور جب بیمار کے پاس بیٹھتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔ (مالک واحمد)

عیادت کیلئے پیدل جانا افضل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک اور عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔ (ابن ماجہ)

اصل مقصد تو عیادت کے لئے مریض کے پاس پہنچنا ہے خواہ کسی طرح بھی ہو' لیکن علماء لکھتے ہیں: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عیادت کے لئے پیادہ پا جانا افضل ہے۔ (مظاہر حق)

ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: ''عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماشیا۔'' کہ آپ نے میری عیادت پیدل آ کر فرمائی۔ شیخ عبدالغنی دہلویؒ اس لفظ کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''فیہ استحباب المشی الی امور الخیر من عیادۃ المریض...... الخ''

بوقت عیادت مریض کی دلداری کا خیال رکھنا چاہئے:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے ان شاء اللہ تم جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی (جو ہونے والا ہے وہی ہوگا) لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا۔ اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (معارف الحدیث)

عیادت سے مقصود اصلی مریض کی دلجوئی و تسلی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی اس معاملہ میں ایسا ہی تھا۔ ☆☆

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سرگودھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو مرکزی عیدگاہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مرکزیہ صاحبزادہ عزیز احمد نے کی، رپورٹ پیش خدمت ہے۔

اس عظیم الشان کانفرنس میں تلاوت قاری عبدالبدیع، قاری محمد صفدر امین بھلوال نے کی اور نعت شریف محمد زکریا ابن الیاس فاروقی نے پیش کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا قاضی احسان احمد نے سرانجام دیئے، مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ نے ابتدائی خطاب کیا، ملک محمد ضیاء الحق ناظم نشر واشاعت سرگودھا نے مجلس سرگودھا کی ایک سالہ کارکردگی بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک سال میں ڈویژنل علماء، مشائخ کنونشن، طلباء وشبان ختم نبوت کی ریلیاں منعقد کیں، شبان ختم نبوت کا ہر ماہ کا پہلا جمعہ اکیڈمی میں منعقد ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم وکلا اور تاجروں کے ونگ علیحدہ علیحدہ بنا رہے ہیں۔ مولانا عبدالستار گورمانی مبلغ خانیوال نے عقیدہ ختم نبوت کی عظمت پر بیان کیا۔ قاری سعید احمد اسعد امیر مجلس خوشاب نے سلمان تاثیر، الطاف حسین کے بیانات کی تردید کی اور ارتداد کی سزا کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور خوشاب ڈی پی او خدا بخش تھوکر کی برطرفی کا مطالبہ کیا، کیونکہ وہ قادیانی ہے اور مجاہدین ختم نبوت کے خلاف انتقامی کارروائیاں کرتا ہے۔ قاضی احسان احمد نے تجدید عہد کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرتے رہیں گے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت پر جانیں نچھاور کرنے کا عہد کیا اور حاضرین سے عہد لیا۔

بریلوی مسلک کے عالم مولانا عبداللہ سعید ہاشمی تشریف لائے اور سب سے پہلے کانفرنس کے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

انعقاد پر طوفانی صاحب و دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث ہم کل بھی ایک تھے، آج بھی ایک ہیں اور آئندہ بھی ایک رہیں گے، ہر مسلمان علم الدین شہید بن جائے گا، گستاخ رسول اگر کعبہ کے غلاف میں لپٹا ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک ہیں، وہ آنکھ نہیں رہنے دیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اٹھے گی۔

خطیب العصر مولانا عبدالمجید ندیم نے منتظمین کانفرنس کو ہدیہ تبریک پیش کیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام و ایمان پر شب خون نہیں مارنے دیں گے ہم بیدار و خبردار ہیں، انہوں نے کہا کہ پاکستان اس وقت سنجیدہ صورت حال سے دوچار ہے، روشنیاں ختم، کرنسی پر سکرات کا عالم طاری، وطن کی قدرتی پیداوار کو اغیار ہڑپ کر رہے ہیں، ہمارا دودھ، فروٹ، گندم، شوگر، حلال جانور، نیٹو کے درندوں کے پیٹ میں جا رہے ہیں۔ یہ کام وہ لابی کر رہی ہے جنہوں نے اس ملک کو روز اول سے تسلیم نہیں کیا، روز بد میں اس لابی کا ہاتھ ہے، جس نے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کو معمول بنالیا ہے، پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا، اسلامی اصطلاحات کو استعمال کیا، یہ دلائل کا سامنا نہیں کر سکتے، سازشوں اور لابیوں سے نقصان پہنچا رہے ہیں، دس سال پہلے ماریشس میں مرزا طاہر آیا ہوا تھا، میں بھی گیا ہوا تھا، نورانی میاں بھی موجود تھے، ہم نے اسے بات چیت کی دعوت دی، لیکن مرزا طاہر نے ملاقات سے نہ صرف انکار کیا بلکہ قبل از وقت لندن فرار ہوگیا، پاکستان کی موجودہ صورت کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے، مساجد اور عبادت گاہوں میں کو نذر آتش کرنا اچھے انسان کا کام نہیں ہوسکتا، جنہوں نے طے کر رکھا ہے کہ ہم نے اس ملک کو مستحکم نہیں ہونے دینا، ایسے خفیہ ہاتھوں کو خدا غارت کردے، پاکستان بنتے ہی وزیر خارجہ قادیانی کو بنادیا گیا، اس نے پاکستان کی خدمت نہیں کی بلکہ قادیانیت کی خدمت کی، بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا اور اس نے صاف کہا کہ اگر یہ مسلمان ہے تو میں نہیں، اگر میں ہوں تو یہ نہیں۔ لیاقت علی خان صحیح معنوں کا پاکستان دوست تھا، سازش کے تحت شہید کردیا گیا، اصل دشمن کو پہچاننے کی کوشش کیجئے۔ اصل کام یہ ہے کہ قادیانیت کے ساتھ نرم گوشہ رکھنے والے کو مایوس کردیجئے، آنکھیں کھلی رکھیں جو لیڈر اپنے وطن میں

واپس نہیں آسکتا، وہ پاکستان میں اقتدار کا خواب دیکھ رہا ہے، لیکن یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی، آپس کی لڑائیاں چھوڑ کر متحد ہو جایئے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ایک ہو جایئے، پاکستان قادیانیوں کے لئے نہیں بنایا بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں نے بنایا۔ پاکستان علامہ عثمانیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت گولڑویؒ اور بے شمار اہل نظر کی دعاؤں اور قربانیوں سے وجود میں آیا۔

معروف کالم نگار قاری منصور احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا: ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لا لگا دیا گیا، جنرل اعظم مال روڈ پر موجود تھا۔ اعلان ہوا کہ کوئی گرفتاری پیش نہیں کرے گا۔ اس وقت دو مولوی نعرے لگاتے ہوئے گلی سے سڑک پر آ گئے۔ نعروں کے جوش و خروش کی وجہ سے کسی کا ہاتھ رائفل کی طرف نہیں اٹھا، جنرل اعظم نے خود آگے بڑھ کر اعلان کیا کہ میں گولی ماردوں گا، ایک مولوی نے بٹن کھول کر کہا بٹن اس لئے کھولے ہیں کہ یہ کرتا میری شہادت میں حائل نہ ہو، جنرل اعظم کا ہاتھ کانپنے لگا اور گرفتاری کا حکم دیا اور شام کو گولی مارنے کا حکم دیا، وہ مولوی میرا والد مولانا شیخ احمد شہید تھا۔ ختم نبوت کے مسئلہ میں کبھی دو رائے نہیں رہیں اور نہ کبھی کمپرومائز کیا، تمام مسلمان ایک جیسے جذبات رکھتے ہیں، ایک پولیس افسر، وکیل، سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ کا جج ایک ہی جذبات رکھتے ہیں، جو اس ملک میں آئین کو روندنے کی کوشش کرے گا، اس ملک کا ہر طبقہ اس کو گریبان سے پکڑنے کے لئے تیار رہے گا۔

جناب تسنیم احمد قریشی ایم این اے وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے کہا کہ ختم نبوت کانفرنس کا اتنا بڑا اجتماع اور اتنے بڑے علماء کی موجودگی میں مختصر بات کہنے کی جسارت کروں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری جانیں فدا، میری پارٹی کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو نے قانون پاس کیا اور دستخط کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط کر رہا ہوں، گستاخ رسول کی سزا کے قانون کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ایسا کوئی فیصلہ نہ ہے نہ تھا اور نہ ہوگا، مرزائی اقلیت قرار دیے جا چکے ہیں ان کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے، جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کا مسئلہ آئے گا تو ہر مسلمان کا نظریہ ایک جیسا ہوگا، یہ صرف آپ کی بات نہیں ہماری بھی ہے، پاکستان پیپلز پارٹی بھی اس مسئلہ سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ نے کہا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کا شکر گزار ہوں کہ مجھے اس مبارک اجتماع میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ آج کی رات بخشش اور مغفرت، رحمت، محبت رسول میں جاگنے، اسلام کے اساسی و بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت کے اظہار کی رات ہے، منکرین ختم نبوت سے نفرت، عداوت اور ان کی وکالت کرنے والوں سے نفرت کی رات ہے، اکثر راتیں بستروں اور آرام میں گزرتی ہیں مگر مجلس سرگودھا کی برکت سے یہ آرام کی نہیں کام کی رات ہے۔ خالق کائنات نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کمال، کمال درجے کا عطا فرمایا، جتنے نبی آئے حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک اپنے علاقہ اور قوم کے

ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد

جسم میں جب تک جان رہے
یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت ہے ایمان
ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد
ختم نبوت زندہ باد
اس سے کرے گا جو انکار
وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد
ختم نبوت زندہ باد
بات یہ ہے بالکل ظاہر
کہیں گے ہم اس کو کافر
جو بھی کرے منسوخ جہاد
ختم نبوت زندہ باد
حق منوا کر چھوڑیں گے
باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد
ختم نبوت زندہ باد

یہ ترانہ ۸ اکتوبر کو سرگودھا میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں پڑھا گیا

نبی بن کر آئے، ہر نبی نے قوم سے خطاب فرمایا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے انداز خطاب بدل گیا، تمام انسانوں کے لئے نبی بن کر آئے، آپؐ سے پہلے آنے والے پیغمبر اپنے اپنے زمانے کے

نبی بن کر آئے، آپ دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی تھے، آنے کے بعد بھی نبی اور جانے کے بعد بھی نبی ہیں، چنانچہ فرمایا: "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام گل گارے میں تھے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے زمانوں کے نبی، ماضی، حال، مستقبل کے نبی۔ تمام نبی انسانوں کے نبی بن کر آئے، آپ اللہ کی ہر مخلوق کے نبی بن کر آئے، آپ انسانوں کے ساتھ ساتھ جنوں سے بھی خطاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اونٹ آپ کو نبی سمجھتے ہوئے آپ کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ ساری دنیا حجر اسود کو سلام کرتی ہے اور حجر اسود آپ کو سلام کرتا ہے، احد کو فرمایا: "اسکن احد فان علیک نبی و صدیق و شھید" حرکت اس لئے بند کی تاکہ نافرمانی نہ ہو۔ کھجور کے تنے سے رونے کی آواز آئی، یہ درخت آپ کی نسبت سے جنتی بنا، براق آپ کی برکت سے جنتی بنا۔ مٹی جو آپ کے ساتھ مس کر رہی ہے وہ بھی جنتی ہے، فرمایا: "مابین بیتی و حجری روضۃ من ریاض الجنۃ" ہر نبی کا معراج فرش پر، آپ کا معراج عرش پر تاکہ تمام فرشتے بھی آپ کی نبوت کا اقرار کریں، چنانچہ فرشتوں نے کہا: "مرحبا بنبی الصالح" جہاں تک اللہ کی خدائی ہے آپ کی نبوت ہے۔ آپ تمام انسانوں کے نبی، آپ تمام زمانوں کے نبی، آپ تمام مخلوقات کے نبی۔ تمام نبی امتوں کے نبی اور آپ نبیوں کے بھی نبی بن کر آئے، آپ نے اپنی زبان سے اعلان فرمایا: انا نبی الانبیاء تمام نبیوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرما کر آپ کی ختم نبوت کی عملی توثیق کی۔ آپ نے فرمایا: انا خطیب الانبیا میں نبیوں کا بھی خطیب ہوں۔ پہلے جتنے نبی آئے ان کے بعد نبی آتے رہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملی۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ اور آپ نے فرمایا: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" "ختم نبوت کا ایک مطلب تکمیل نبوت یعنی آپ پر نبوت مکمل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم، یہ تکمیل دین کا اعلان نہ تورات میں ہے نہ زبور میں نہ انجیل میں، آپ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال خوبصورت محل کی ہے، جس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی، میرے آنے کے بعد آخری اینٹ کی جگہ بھی پر ہوگئی۔ تحفظ ناموس رسالت ہمارا ایمان ہے، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر سن کر غازی علم الدین نے راجپال کو قتل کیا، وکیل نے کہا کہ جج کو اپنی مدہوشی کا کہہ دو کہ میں سن کر ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکا اور راجپال کو قتل کر دیا، غازی علم الدین شہید نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو پاگل بن کر نہیں عاشق بن کر مارا ہے۔ وزیر داخلہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ مسلمان ملک میں غیر مسلموں کی جان و مال کے تحفظ کا حکم ہے، لیکن قادیانی اپنے آپ کو اقلیت نہیں مانتے، پارلیمنٹ، وفاقی شرعی عدالت، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو نہیں مانتے، وہ عالمی عدالتوں کے فیصلوں کو نہیں مانتے آپ انہیں اقلیت منوالیں ہم انہیں حقوق دینے کے لئے تیار ہیں، وہ عدالتوں اور پارلیمنٹ کے فیصلوں کو ماننے کا اعلان کریں قادیانی یہودی، عیسائی، ہندو سکھ کی طرح کافر نہیں، قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر دھوکا دیتا ہے، کیونکہ کافر کے ساتھ ساتھ دجال ہے، دجل و فریب کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، وزیر مملکت اعلان کرا دیں تو ہم انہیں حقوق دینے کے لئے تیار ہیں، قادیانی کافر، مرتد اور اس کی سزا موت ہے، پاکستان کی حکومت، پارلیمنٹ کے ممبران ارتداد کی سزا کے قانون کا اعلان کریں، نام نہاد دانشوروں، وکلا، قلمکاروں کو متنبہ کرتا ہوں وہ ہمارے ایمانی جذبات سے مت کھیلیں، یہ مولویوں کا فیصلہ نہیں پارلیمنٹ کا ہے، جو اسے متنازعہ بنائے گا وہ قادیانیوں کا ایجنٹ ہے۔ منکرین ختم نبوت اور گستاخ رسول کی سزا کا قانون ساتھ ساتھ چلے گا، اس قانون کے خلاف کسی ہندو نے آواز نہیں اٹھائی، اور نہ سکھوں نے آواز اٹھائی، پارسیوں نے بھی آواز نہیں اٹھائی، عیسائیوں کو قادیانیوں نے استعمال کیا، قادیانی بطور عقیدت توہین رسالت کرتے ہیں، اقلیت صرف عیسائی نہیں ہندو اور سکھ بھی ہیں۔ یہ پروپیگنڈا ہے یہ قانون انگریز کے دور میں بھی تھا۔ دنیا کا کوئی مہذب ملک کسی کی توہین کی اجازت نہیں دیتا، برطانیہ میں ملکہ کی توہین کی اجازت نہیں۔ قانون کے غلط استعمال ہونے سے قانون غلط نہیں ہوسکتا، جیسے ۳۰۲ کے قانون کے غلط استعمال کے باوجود یہ قانون ختم نہیں ہوتا، میں نے مسیحیوں سے بات کی کیا تم گستاخ رسول کو ہوا دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا قانون صحیح ہے، لیکن استعمال صحیح نہیں ہے۔ ایک لسانی تنظیم کا سربراہ غیروں کی جھولی میں بیٹھ کر قادیانیت نوازی کر رہا ہے۔ آج کا یہ اجتماع تحفظ ناموس رسالت کے لئے تیار ہے (سارے مجمع نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تن من دھن کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں) یہ قانون صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا قانون نہیں تمام انبیاء کی ناموس کے تحفظ کا قانون ہے۔ ایک لسانی تنظیم کے لوگوں کو کہا گیا کہ جو عالم دین قادیانیوں کے خلاف بات کرے تو اسے پکڑ کر مارو، چنانچہ حیدرآباد میں دو علماء کرام کی اہانت کی گئی۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے درخواست کرتا ہوں، اس کی تحقیق کیجئے اگر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہے اس مسئلہ کی خاطر اگلی کانفرنس کراچی میں اعلان کریں، ہم آخری سانس تک یہ مسئلہ بیان کرتے رہیں گے۔

مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری مرکزی راہنما جمعیت اہلحدیث نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ستارے، روشنی کے مینار بن کر آئے، فانوس بن کر آئے، مگر جب آفتاب طلوع

ہو جاتا ہے تو کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی، ہم نے آپ کو سراج منیر آفتاب نبوت بنا کر بھیجا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس تحریک کا نام ہے، جب تک قیامت نہیں آجاتی یہ تحریک جاری رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کو کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔'' جس نے ختم نبوت سے غداری کرنے کی کوشش کی، اس کا نام ونشان مٹ گیا، آج شہداء ختم نبوت کے نام لیوا موجود ہیں، لیکن جنرل اعظم زندہ باد کہنے والا کوئی نہیں، اللہ پاک نے ختم نبوت کا پرچم اونچا کرنے کے لئے خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ کو کھڑا کیا ختم نبوت کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو سے ہزاروں اختلافات تھے، لیکن ختم نبوت کے بل پر دستخط کئے جو جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔ ضیاء الحق کی آمریت سے اختلافات کے باوجود امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ کر کے شفاعت رسول کا حق دار بن گیا۔ صدر! آپ نے ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کی تو ہم آپ کے کفش بردار ہوں گے، اگر مخالفت کی تو آپ کو عظیم مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

پاکستان کی سرزمین پر قادیانیوں سے بڑا گستاخ رسول کوئی نہیں۔ ان لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت مریم صدیقہؑ کی توہین کی، مسیحیوں کا گریبان ہوگا اور حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کا ہاتھ ہوگا۔ تمہاری غیرت کہاں گئی؟ انہوں نے مسیحیوں کو اتحاد کرنے کی دعوت دی۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈی آئی جی نے مولانا محمد رضوان پر پابندی لگا کر کوئی اچھا کام نہیں کیا، جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی موجود ہے تعاقب قادیانیت جاری رہے گا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، مولانا نے تسنیم قریشی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ اور سلمان تاثیر کیا کہتا ہے؟ سلمان تاثیر کے ماضی سے بھی بخوبی واقف ہیں، تحفظ ناموس رسول کو ختم کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے لیکن یہ قانون ختم نہیں ہوگا، سلمان تاثیر، عاصمہ جہانگیر کو شوق ہے ختم کرنے کا ہم انشاء اللہ وہ کہانی دہرانے کے لئے تیار ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ قادیانیوں کا سربراہ مرا تھا میں نے تعزیت کی اور کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ بھائی! تمہارا کوئی رشتہ ہوگا، اخبارات نے اداریے لکھے اور لکھا کہ کفر کیا ہے، میں اب پھر کفر کرنے جا رہا ہوں یہ رضا بالکفر ہے، جو کفر ہے، اب یہ جھنڈا اٹھایا کہ قادیانیوں کو ایک فرقہ قرار دیا جائے، جیسے دیوبندی بریلوی ان کو اسی طرح کا فرقہ قرار دیا جائے، کوئی اقدام ایسا برداشت نہیں کیا جاسکتا، قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ قادیانی مرزا محمد رسول اللہ تھا، ہم ان کی تبلیغ کو روکنے کے لئے تیار ہیں:

تجھے اپنی طاقت پر ناز ہے
ہمیں محمد عربی کی صداقت پر ناز ہے

قادیانی کا جملہ کہتا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے وہ مرزا کے تسمہ کھولنے کے لائق نہیں تھے، کیا قادیانیوں کو اس تبلیغ کی اجازت دی جائے گی؟ الطاف حسین ایسی باتیں کہنا چھوڑ دیں، کیونکہ ایم کیو ایم میں مسلمان جماعت کو چھوڑ رہے ہیں۔

چوہدری عبدالرزاق ڈھلوں ایم پی اے نے کہا: محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانو! غازی علم الدین شہید کے دیوانو! جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کی وہ دین کا غدار ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جو اس میں گڑ بڑ کرے گا اس کا عبرتناک انجام ہوگا، کسی قادیانی سے [illegible] نہیں کریں گے، ختم نبوت کا علم بلند کر کے چلتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو کے لئے جان کا نذرانہ دینا پڑے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ الطاف حسین ایسی باتوں سے جماعتیں نہیں چلتیں یہ ملک آخر دم تک رہے گا۔

کراچی سے تشریف لائے ہوئے مہمان مولانا عبداللہ شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو تحریک امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے شروع کی تھی، اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیں گے، چاہے ہمیں مشکلات کے سمندر کیوں نہ عبور کرنے پڑیں۔

مجاہد تحریک ناموس صحابہؓ مولانا محمد عالم طارق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب ناموس صحابہؓ کے لئے ہم جانیں نچھاور کر سکتے ہیں تو ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا: قادیانیو! شرافت کے دائرہ میں رہو، اسلامیان پاکستان تمہاری ریشہ دوانیوں کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

کانفرنس صبح کی اذان تک جاری رہ کر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ مشہور شیخ طریقت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ تشریف لائے لیکن قلت وقت کی وجہ سے ان کا بیان نہ ہوسکا۔

سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے کا خطاب بھی نہ ہوسکا، کیونکہ انہوں نے خیر پور میرس کے لئے ٹرین سے ٹکٹ کرایا ہوا تھا۔ اللہ پاک مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا اسامہ رضوان، قاری عبدالوحید اور ان کے رفقاء کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔ ☆......☆......☆

فیصل آباد میں مبلغین ختم نبوت کی سرگرمیاں

فیصل آباد (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۱۵، ۱۶/ اکتوبر مسلم کالونی چناب نگر میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے فیصل آباد میں حاضری ہوئی۔ مقامی مبلغ قاضی عبدالخالق، جامعہ عبداللہ ابن مسعود کے مدیر مولانا مفتی حفظ الرحمٰن بنوری کی معیت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سابق امیر، ممتاز خطیب اور جرأت مند عالم دین مولانا محمد اشرف ہمدانی مدظلہ سے ان کی خانقاہ میں ملاقات کی اور انہیں کانفرنس میں شرکت کی دعوت اور دعا کی درخواست کی، موصوف نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور بار بار اپنے حسن خاتمہ کی دعا کی فرمائش کرتے رہے۔ جامعہ الحسنین جس کے مدیر عالمی خطیب اور مبلغ اسلام مولانا محمد طارق جمیل ہیں، میں حاضری ہوئی، جامعہ کے طرز تعلیم، تکلم عربی، فنون کے اعتبار سے اسباق کی تدریس ایک نیا تجربہ سامنے آیا، دارالافتاء کے انچارج مفتی احمد علی نے حسن انتظام، حسن تعلیم اور دیگر معاملات سے آگاہ فرمایا۔ بعدازاں وفد میں مولانا فقیر اللہ اختر، محمد علی بھی شامل ہوگئے، وفد نے امام القرأ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی کے داماد، شاگرد، ان کے علوم و فیوض کے امین قاری محمد یٰسین مدظلہ اور ان کے فرزند ارجمند قاری خلیل الرحمٰن سے باغ والی مسجد میں ملاقات کی، باغ والی مسجد میں سینکڑوں حفاظ، قرآن کی گردان کی کلاسیں کامیابی سے چل رہی ہیں۔ کلاسوں کی ترتیب، قرآن پاک با تجوید کی آوازوں نے دلوں کو گرمایا اور ایمان کو تازگی اور بالیدگی نصیب ہوئی، انہیں کانفرنس کی دعوت دی، حضرت قاری صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ایک بڑے قافلہ کے ساتھ حاضری ہوگی۔ ڈاکٹر قاری صولت نواز کو اللہ پاک نے دینی و دنیاوی عظمتوں سے نوازا ہے، ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے، ان کی عیادت کی اور انہیں رو بصحت بتایا اور ان کی مکمل صحت و تندرستی کی دعا کی۔ ڈاکٹر صاحب نے نواز ٹاؤن میں مجلس کے دفتر کے لئے زمین دی اور تعمیر اور اس کی نگرانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اللہ پاک انہیں مکمل صحت و تندرستی سے سرفراز فرمائیں۔ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین، جامع مسجد بغدادی کے خطیب علامہ سید ہدایت رسول شاہ قادری سے ملاقات کی اور انہیں کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی جسے موصوف نے قبول فرمایا اور وفد کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں وفد دو حصوں میں تقسیم ہوگیا، مولانا فقیر اللہ اختر اور قاضی عبدالخالق نے

اہل خیر کے دستِ سخا کی منتظر!

جامعہ نعمت الرحیم حسین آگاہی، ملتان

جو اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محبوب بندے حضرت شیخ القرأ مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ کی یادگار ہے۔
یہ ادارہ جس عمارت میں قائم ہے اس کی خستگی اور بوسیدگی تعمیر جدید کا تقاضا رکھتی ہے
اور کسی دستِ سخا کی منتظر ہے، پہلی منزل کا تخمینہ لاگت پندرہ لاکھ (15,00,000) روپے ہے

کہاں ہیں وہ نیک بخت! جو خیرات، عطیات، صدقات اور زکوٰۃ کی صورت میں قرآن مجید کی تعلیم واشاعت میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کی پیروی اور ان سے نسبت کا شرف حاصل کریں اور اپنے ہر مالی تعاون پر کثیر اجر و ثواب پائیں۔

امید ہی نہیں یقین ہے کہ آپ بحیثیت مسلمان و صاحب ایمان، اس سعادتِ عظمیٰ کے حصول کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ زندگی کے لمحات کو غنیمت سمجھیں اور خیرات، صدقات و زکوٰۃ کی صورت میں مالی تعاون کے لئے جلد از جلد رابطہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس ادارے سمیت تمام دینی اداروں کے منتظمین، متعلقین، مدرسین ومعاونین کے لئے استقامت وقبولیت کی دعا فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

ترسیل زر کا پتہ: قاری عبدالرحمٰن رحیمی مہتمم جامعہ نعمت الرحیم، عقب رحیم سینٹر حسین آگاہی، ملتان
اکاؤنٹ نمبر 212462 نیشنل بینک سٹی برانچ چوک حسین آگاہی ملتان، فون: 061-454703، سیل: 0334-9637915

جامعہ محمدیہ کے مہتمم و بانی مولانا عبدالرزاق، بخاری مسجد جناح کالونی میں قائم مدرسہ کے استاذ قاری اشفاق احمد، قاری عبدالرحمٰن سے ملاقات کی اور انہیں کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی اور اشتہارات واسٹیکرز پیش کئے۔ مفتی حفظ الرحمٰن اور راقم الحروف نے دارالعلوم فیصل آباد کے مہتمم اور مشہور تبلیغی بزرگ مولانا مفتی زین العابدینؒ کے فرزند اور جانشین مولانا محمد یوسف اوّل سے ملاقات کی اور انہیں شرکت کی دعوت دی، جسے انہوں نے قبول فرمایا۔ مولانا یوسف اوّل نے تجویز پیش کی کہ جس طرح قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے خطباء کے نام مکتوب گرامی شائع کردیا گیا کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور رد قادیانیت پر خطبہ دیا جائے تاکہ نئی نسل کو قادیانیت کے فتنہ سے آگاہ ہوسکے۔ ایسے ہی دینی رسائل وجرائد کے نام حضرت والا کی طرف سے خط بھیجا جائے کہ ہر رسالہ ہر ماہ کم ازکم دو صفحات ختم نبوت کی عظمت اور قادیانیت کے رد پر مضمون شائع کریں تاکہ تمام جرائد کا اس کار میں حصہ شامل ہوسکے اور ان کے قارئین قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ ہوسکیں۔ مولانا اوّل نے کہا کہ شعبان المعظم میں چناب نگر میں منعقد ہونے والے رد قادیانیت کورس میں اگرچہ شریک نہ ہوسکا، لیکن اس کی رپورٹ سن کر اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، انہوں نے کہا کہ اس طرح کے کورسز درمیان سال میں ملک کے دوسرے شہروں میں بھی رکھے جائیں تاکہ نسل نو کو قادیانیت سے محفوظ رکھا جائے۔ جامعہ امدادیہ کے مہتمم وشیخ مولانا مفتی محمد طیب سے ملاقات ہوئی اور انہیں کانفرنس میں بمعہ طلبا کے شمولیت کی درخواست کی۔ مفتی صاحب نے کہا کہ جامعہ کا ایک بڑا قافلہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں شریک ہوگا۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے پوتے اور مولانا رئیس الرحمٰن لدھیانویؒ کے فرزند ارجمند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ان کے بیٹے مولانا جماد الرحمٰن سے ملاقات ہوئی اور مختلف موضوعات پر دو گھنٹے تک گفتگو جاری رہی۔ موصوف نے بتلایا کہ شاہ جیؒ کے ہاتھ پر ۱۹۲۹ء میں خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ میں جو بیعت ہوئی وہ انگریز کے خلاف "بیعت علی الجہاد" تھی۔ گورداسپور کی تقریر جو انگریز کے خلاف باغیانہ خیالات پر مشتمل تھی، جس پر شاہ جیؒ کے خلاف بغاوت کا کیس بنا تو رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی تجویز پر دوسری بیعت لی گئی۔ ۱۹۲۵ء میں وہ امیر شریعت کے عنوان پر تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کہا کہ قادیانیت کے خلاف مجلس کی خدمات لائق تحریک ہیں۔ گستاخ رسول ایکٹ سے متعلق تمام مکاتب فکر کو ایک مرتبہ پھر جمع کر کے متحدہ آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ تمام لادین قوتیں اس ایکٹ کو ختم کرانے کے لئے جمع ہوچکی ہیں۔ لہٰذا تمام دین دار قوتیں اس کے بچانے کے لئے اکٹھی ہوجائیں۔

قاری محمد ابراہیم حضرت امام القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید اور ہزاروں حفاظ کے استاذ اور ۲۸ سال سے آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں عمومی طعام کی تقسیم کے انچارج ہیں سے ملاقات ہوئی اور انتظامات کی توسیع سے متعلق آگاہ کیا، انہوں نے کہا کہ وہ حسب سابق اپنے طلبا سمیت اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔ حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم معروف شیخ طریقت ہیں، انہوں نے اپنی اصلاحی زندگی کا آغاز قدوۃ العلماء والصلحا، حضرت اقدس سیدی ومرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی شجاع آبادی قدس سرہ سے کیا۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالستارؒ ملتان، امام الصلحا حضرت سید انور حسین نفیس الحسینیؒ سے مجاز ہوئے۔ جامعہ عبیدیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا، اس کے شیخ الحدیث اور ہزاروں مریدوں کے پیر ہیں، فیصل آباد مجلس کے امیر ہیں۔ حضرت والا ہر سال کانفرنس میں شرکت فرماتے ہیں اور مجمع میں بیٹھ جاتے ہیں، ایک نشست کی صدارت اور اسٹیج پر جلوہ افروز ہونے کی استدعا کی گئی۔ حضرت والا نے شرکت کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہا کہ گزشتہ سال کی طرح جامعہ عبیدیہ کے طلبا بھی قافلہ کی صورت میں شریک ہوں گے۔

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے تمام انتظامات مکمل

چناب نگر (نامہ نگار) آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے وسیع وعریض پنڈال کو خوبصورت شامیانوں، قناتوں سے سجادیا گیا، سینکڑوں کارکنوں نے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی نگرانی میں اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھال لی ہیں۔ جامع مسجد ختم نبوت اور اس کے مضافاتی پلاٹوں اور پارکوں کو شامیانوں کے شہر میں تبدیل کردیا گیا۔ شامیانوں پر مجلس کے مطالبات پر مشتمل بینرز اور پینا فلیکس لگادیے گئے ہیں۔ پارکنگ، اسٹیج، خصوصی وعمومی طعام گاہیں، سیکورٹی اور کانفرنس سے متعلق دوسرے امور مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اکرم طوفانی کی نگرانی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے ڈیوٹیاں سرانجام دینا شروع کردی ہیں۔ کانفرنس کے مختلف اجلاسوں کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا عزیز احمد بہلوی شجاع آبادی، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی کریں گے۔ کانفرنس میں ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت سے متعلق لائحہ عمل دیا جائے گا۔ کانفرنس سے دینی وسیاسی عمائدین، قومی راہنما، مذہبی قائدین، دانشور، اسکالرز، صحافی، علماء، مشائخ، طلباء، تاجر اور مختلف شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات تجدید عہد کا اعلان کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا خواجہ خان محمد ۱۵/اکتوبر دوپہر تک تشریف لے آئیں گے۔ کانفرنس اتحاد بین ا

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!

لا نبی بعدی

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا!

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم حضورِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حکومت کوئی ترمیم نہ کرے

اسلامیان پاکستان اس کو کبھی برداشت نہیں کریں

حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل

سرکاری حکام اور ارباب حل وعقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت، ملتان، پاکستان
061-4514122, 042-5862404

عکاظ پرنٹرز لاہور 042-37574180